www.paksociety.com
Downloaded From
Paksociety.com

مکمل ناول

وہی تو ہے

میمونہ صدف

سرخ رنگ کی دھاریوں والی فائل اس کے سامنے کھلی پڑی تھی اور وہ اس میں نتھی کاغذات پر بلامبالغہ تیسری نظر ڈال رہا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" تیسری بار غور سے پڑھ لینے کے بعد اس کے لب وا ہوئے تھے۔ وہ پڑھ چکا تھا کہ وہ کیا ہے...... جان گیا تھا کہ وہ کیا ہو سکتا ہے پھر بھی پوچھ رہا تھا۔ وہ جان کر انجان بن رہا تھا۔ پتا نہیں خواب کی سی کیفیت تھی یا کیا......

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com
Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''مجھ پر ہنس رہا ہے۔'' وہ اتنی ہی بااعتماد تھی جتنا کہ وہ بے اعتماد تھا۔

''بھلا یہ کیسے ممکن ہے؟'' وہ ہنوز خواب کی سی کیفیت میں تھا۔

''آپ کو یقین نہیں آرہا ناں......؟'' وہ مسکرائی۔ ''مجھے بھی نہیں آیا تھا مگر اب آگیا ہے۔'' وہ خوش نہیں تھی بلکہ بے حد خوش تھی۔ وہ بے یقین نہیں تھی بلکہ پُریقین تھی۔

''مجھے تو شاید اک صدی تک نہیں آئے گا۔'' وہ بڑبڑایا تھا اور اس کی بڑبڑاہٹ وہ نہ سن سکی تھی۔ وہ اپنی ہی دُھن میں تھی...... مست، مگن......

''یہ میرے یقین کا یقین ہے...... اچھے گمان کا سامان ...... ہر مترصد (امید رکھنے والا) کو ملنے والا انعام......'' اب اس نے آنکھیں موند لیں اور وہ بادلوں سے گھرے اس ٹیرس پر کھڑی بادلوں کا حصہ بن گئی...... ہلکی پھلکی سی ہوکر اُن کے سنگ جیسے اڑنے لگی...... مری کی جانب سے آتی ہوا کی ہمنوا بن کر سفر کرنے لگی۔ دور بہت دور...... پہاڑوں کی چوٹیوں پر......

''میں مترصد...... میں مترشح (ظاہر ہونے والا) میں متوکل (بھروسا کرنے والا) بن کر ہی اس کے در کی مجاور بن گئی اور وہ ملکوں کا مالک کیسے دان کرتا ہے۔ دیکھو، دیکھو آکر دنیا والو...... وہ یوں دیتا ہے، ایسے نوازتا ہے۔ بالکل ایسے۔''

وہ اب سینے پر پھیلے اپنے دوپٹے کو دونوں بازوؤں پر پھیلا کر آسمان کی جانب نگاہیں اٹھائے گول، گول گھومنے لگی...... کھلے بازوؤں، پھیلے دوپٹے، روشن آنکھوں، شاکر زبان، ذاکر دل اور متبسم لبوں کے سنگ یوں جیسے آسمان سے برسنے والی ہر رحمت کی پھوار کو اپنے انگ، انگ میں سمیٹنے کا قصد کرلیا ہو...... اسے خود میں جذب کررہی ہو اور وہ ایک بوند بھی رحمت کی ضائع کردینے کی متحمل نہ ہوسکتی ہو۔

وہ وہیں بیٹھا ہاتھ میں فائل تھامے پھٹی نگاہوں، ساکت جسم، بے یقین دل اور گنگ زبان لیے اسے دیکھے چلے گیا۔ وہ یہ بات محض اس کی زبان سے سنتا تو سوچتا کہ وہ مخبوط الحواس سی ہوکر اوٹ پٹانگ ہانک رہی ہے...... اتنے سالوں سے کی گئی ہمت بالآخر ہار گئی ہے مگر اس کے سامنے باقاعدہ کاغذات کا پلندا تھا جس پر نہ چاہتے ہوئے بھی اسے یقین کرنا پڑ رہا تھا۔

''میرا یقین جیت گیا نین، میرا ایمان سرخرو ہوا۔ میری آزمائش ختم ہوئی، میری دعائیں قبول ہوئیں، میری فریادیں سن لی گئیں۔'' وہ ہنوز آنکھیں موندے اسی طرح جھوم رہی تھی، وہ ایک درویش رقص تھا جو اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

☆☆☆

''آج بھی بھابی اور بھائی اتنا کچھ لے آئے ہیں بچوں کے لیے...... مجھے بڑی شرمندگی ہوتی ہے، ہر بار منع کرتے ہوئے بھی سات آٹھ ہزار کے تحفے تحائف تو لے ہی آتے ہیں وہ لوگ۔'' تہمینہ سارا سامان سمیٹ رہی تھی اور ساتھ، ساتھ میاں کو بھی سنا رہی تھی جو لاؤنج میں ہی بیٹھا تھا۔

''تو کیا ہوا بھئی محبت ہے میرے بھائی کی۔'' وہ ہمیشہ کی طرح لاابالی پن اپنائے ہوئے صوفے پر براجمان ٹی وی دیکھنے میں منہمک تھا۔

''بلاشبہ ان کی محبت ہے مگر ہم ان کی محبتوں کے مقروض ہورہے ہیں۔'' اس کی سیانی سی بیوی ہمیشہ کی طرح اس کی اس فطرت پر سر پکڑ کر رہ گئی۔

''ارے بھئی محبتوں میں کیسا قرض......... محبتیں بلامشروط ہوتی ہیں۔''

''محبتیں ہی تو مقروض کردیتی ہیں میاں صاحب...... آپ انہیں منع کیا کریں کہ اتنا کریں جتنا ہم افورڈ کرسکیں۔'' وہ اب ڈریسنگ ٹیبل سے لوشن اٹھا کر وہیں لاؤنج میں آکر فلور کشن پر بیٹھ گئی۔ کشف اور مون سوچکے تھے اور یہ وہ وقت ہوتا تھا جب وہ دونوں میاں، بیوی ساتھ بیٹھ کر کچھ دیر آپس میں بات چیت کرتے تھے ورنہ تو سارا دن وہ دونوں اسے نچائے رکھتے تھے۔ دونوں جڑواں تھے جنہیں سنبھالتے،

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سنبھالتے وہ ہلکان ہوجاتی۔

''اور جیسے میرے منع کرنے پر وہ منع ہو جائیں گے اور اگلی بار خالی ہاتھ آئیں گے...... ہے ناں۔'' اس نے خائف نظروں سے بیوی کو دیکھا...... ''وہ آنا تو چھوڑ سکتے ہیں محترمہ مگر لانا نہیں چھوڑ سکتے۔''

''آپ پھر بھی بات تو کیجیے گا ناں۔'' وہ بضد تھی۔

''یار جب کشف، مون پیدا ہوئے تھے تب میں نے دو تین مرتبہ منع کیا تھا بھائی جان کو ایک دو بار صاف الفاظ میں...... اور ایک آدھ بار دبے لفظوں میں تب بھائی جان نے ٹھیک ٹھاک برا منایا تھا اب میں پھر سے وہی غلطی نہیں دُہرا سکتا۔''

''خود تو ان کے یہ حالات ہیں کہ جب ان کے ہاں تحائف لے کر جاؤ تو واپس لوٹا دیتے ہیں آدھے سے زیادہ تحائف اور ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ تم دونوں چھوٹے ہو اور چھوٹوں کا دینا نہیں بنتا...... خود جب بھی آئیں خالی ہاتھ نہیں آتے کچھ نہ کچھ ضرور لاتے ہیں۔'' وہ ٹھیک ٹھاک چڑ کر بولی تو حسن ہنسنے لگا۔

''عجیب خاتون ہے دنیا کی میری بیوی بھی......'' اس نے اوپر دیکھ کر مصنوعی آہ بھری۔ ''اتنی اچھی سسرال ملی ہے، خیال رکھنے والے دیور، نندیں اور ساس، سسر ویسے ہی نہیں ہیں تمہارے کہ جنہیں لوگ جھنجٹ کہتے ہیں۔ اب اتنا پیار کرنے والا میرا کزن اور اس کی بیوی ہے جو اس انجانے شہر میں ہمیں اکیلے پن کا شکار نہیں ہونے دیتے۔ اس پر بھی محترمہ کو اعتراض ہے۔'' وہ باقاعدہ اسے چھیڑ رہا تھا...... وہ بخوبی جانتی تھی اس لیے مسکرا دی۔

''بھئی میں باقاعدہ شکر ادا کرتی ہوں میاں صاحب...... بس بھابی اور بھائی کے اس قدر التفات پر میں بے حد شرمندہ ہو جاتی ہوں۔ وہ بہت زیادہ کرتے ہیں حسن۔''

''دعا کیا کرو ان کے حق میں، بڑے پیارے دل کے ہیں دونوں۔'' اس نے عجیب طرز سے آہ بھری۔

''حسن یہ پوچھیں کب، کب میں ان کے حق میں دعا نہیں کرتی۔'' وہ کچھ افسردہ سی ہوگئی۔

''اچھا تو بتاؤ کب، کب نہیں کرتیں؟'' اس کے شرارتی سے انداز پر وہ ہنس دی تھی۔ وہ بھی ہنس دیا تھا۔

☆☆☆

وہ سات بہن، بھائیوں میں سب سے بڑا تھا...... سب سے زیادہ سمجھدار...... سب سے زیادہ ذمے دار...... سب سے زیادہ عقلمند اور شاید سب سے زیادہ محنتی۔

ددھیال اور ننھیال کا وہ پہلا بچہ جس نے پانچ سال بلا شرکت دونوں جانب سے خوب، خوب پیار سمیٹا تھا۔ خالاؤں، ماموؤں، چچاؤں اور پھپوؤں سے کہ اس کے ابا جی بہن، بھائیوں میں سب سے بڑے اور اماں بھی۔ ہر طرف سے اور ہر ایک سے اسے واہ، واہ سننے کو ہی ملتی۔ وہ ہر دلعزیز تھا...... گھر بھر میں خاندان میں اور اسکول میں بھی...... اور یہ داد و تحسین اسے مغرور نہیں بناتے تھے بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ اپنی شخصیت کو نکھارنے پر محنت کرنے لگتا...... وہ ہمیشہ یہ پزیرائی چاہتا تھا اور اس کے لیے اسے خود کو ایسا بلکہ اس سے بڑھ کر قابل ثابت کرنا تھا۔

جب وہ پانچ سال کا تھا تب اس سے چھوٹے بھائی نے اس دنیا میں قدم رکھا تھا...... وہ پانچ سال کا معصوم سا بچہ خود بخود اپنے آپ کو بھائی جان محسوس کرنے لگا تھا۔ اور خود بخود ذمے دار بن گیا تھا۔ اور پھر اس دن سے اِک احساسِ ذمے داری اس کے پلو سے بندھ گیا تھا، اس کی فطرت میں شامل ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے بیشتر کام خود کرنے کے ساتھ، ساتھ بھائی عمر کے بھی چھوٹے موٹے کاموں کی ذمے داری اپنے سر لے لی تھی۔ جب دو سال بعد عدیلہ کی پیدائش ہوئی تو وہ اور بھی ذمے دار بن گیا...... پھر اوپر تلے بچوں کی پیدائش نے اماں کو بے حد مصروف کر دیا تھا۔ سو اس نے نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ چھوٹے بہن بھائیوں کو بھی خود پالا اور پڑھایا لکھایا تھا۔

وہ گھر کی بھی اہم ذمے داریاں کسی کے کہے بغیر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

نبھانے لگا تھا اور خوب، خوب نبھاتا...... ابا اس زمانے کے ہیلتھ سیکرٹری تھے سو گھر میں پیسے کی ریل پیل تھی۔ اماں کو بھی فکر نہیں ستائی کہ کون سی شے ختم ہے اور کون سی کم...... گھر کے سامان میں سے کیا پڑے، پڑے خراب ہو چلا ہے اور کس شے کو مرمت کی ضرورت ہے۔ کس بچے کو پڑھائی میں مسئلہ ہے اور کس کی صحت خراب ہو چلی ہے، ان سب کاموں کو وہی بخوبی نبھا رہا تھا۔ وہ امی، ابا کے تمام ضروری معاملات میں مشاورت کے لیے لازم و ملزوم سمجھا جاتا...... ہاں ان سب فرائض کو نبھاتے، نبھاتے وہ بچپن میں ہی جوان ہو گیا تھا اور بے حد سنجیدہ بھی...... مگر وہ قابل تھا اور ایک دنیا اس کی قابلیت کی گواہ تھی۔

وہ جتنا ذمے دار تھا پڑھائی اور کھیلوں میں بھی اتنا ہی ہوشیار تھا...... اس کے اساتذہ اس کے مداح تھے۔ وہ ناقابلِ فراموش کیے جانے والے شاگردوں میں سے تھا۔

کالج سے فارغ التحصیل ہو کر جب اس نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو اماں کو اس کے سر پر سہرا سجانے کی فکر ستانے لگی اور اماں ہی کیوں اس کی خالائیں اور پھپیاں بھی بہت شوق اور ارمان رکھتی تھیں اس کی شادی کے...... جب خاندان کی کوئی تقریب ہوتی موضوعِ گفتگو اس کی شادی ہی ہوتی۔

"ارے ابھی میری عمر ہی کیا ہے...... پڑھ رہا ہوں میں، پھر اور پڑھوں گا اور نوکری کروں گا۔" وہ خالاؤں کے نرغے سے خود کو بچاتا تو پھپیاں گھیر لیتیں۔

"ابھی سے لڑکی ڈھونڈنا شروع کریں گے تو تین، چار سال بعد کہیں جا کر کسی پر نظر ٹکے گی ناں۔" اور وہ معصومیت سے حیرت کا اظہار کرتا۔

"اتنی لمبی کھوج وہ بھی ایک لڑکی کے لیے۔"

"ہاں تو اور پری ڈھونڈنی ہے اپنے راج کمار کے لیے۔" مامیاں کیوں پیچھے رہتیں۔

"نہ، نہ پری ڈھونڈنے تو پرستان جانا پڑے گا اس میں تو صدیاں بیت جائیں گی اور پھر پری کا کیا بھروسا پر لگا کر اڑ جائے بس عام سی لڑکی ڈھونڈیں جو انسانوں کی قوم سے ہو۔" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا استدعا کرتا۔

"ہوں اں اں...... تو گویا لڑکا رضامند ہے۔" بڑی خالہ نے کان پکڑ لیا اس کا۔

"ارے نہیں خالہ ابھی تو مجھے پڑھنا ہے بہت سارا۔" وہ کان چھڑا کر فوراً سے بھاگ کھڑا ہوتا تو سب مل کر قہقہے لگاتیں۔

"سب دکھاوے ہیں شرمانے کے، اندر سے لڈو پھوٹتے ہیں اس کے۔" منجھلی خالہ کے پیچھے سے آواز کسنے پر وہ مسکراہٹ دبا کر انہیں گھورتا ہوا جاتا۔

سو یوں لڑکی ڈھونڈنے کی مہم شروع کی گئی۔ ہر دوسرے روز وچولن تصاویر کا پلندا لیے چلی آتی اور سب کے باہمی مشورے سے ان میں سے ایک دو لڑکیوں کو دیکھنے کی ہامی بھری جاتی۔

پہلے پہل تو اماں، بڑی خالہ اور بڑی پھوپی کو ساتھ لگائے جاتیں اور ناک بھوں چڑھا کر واپس لوٹ آتیں، لڑکی انہیں اپنے ہونہار کے معیار کی نہ لگتی...... کبھی لڑکی کی آنکھیں پسند نہ آتیں تو کبھی ناک کبھی وہ مہذب اور شائستہ نہ لگتی تو کبھی خاندان پر اعتراض ہونے لگتا۔ ہر بار گاڑی خواتین سے لدی پھندی جاتی اور واپسی پر سب کے منہ سوجے ہوتے۔

"کوئی مجھ سے بھی پوچھے گا میری مرضی کیا ہے؟" روز، روز کی اس کدوکاش سے زچ ہو کر ایک روز وہ بول ہی پڑا۔

"ہائیں، تمہاری بھی کوئی مرضی ہے؟" اماں کے تو دیدے ہی اس کی دیدہ دلیری پر پھٹے رہ گئے جبکہ دیگر خواتین منہ چھپائے ہنسنے لگیں۔ وہ تھا کہ خجل سا سر کھجانے لگا...... جذباتیت میں زیادہ کہہ گیا تھا۔

"اماں...... خوب صورتی معیار نہ رکھیں، میرا گھرانا بڑا ہے تو بڑے دل والی چاہیے جو سب کے ساتھ چل سکے...... سلیقہ مند ہو اور صابر بھی۔" وہ نظریں جھکائے، جھکائے بولا۔

اور پھر وہاں اماں سمیت سب کے ہی قہقہے بلند

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوئے...... وہ ہونقوں کی طرح سب کے چہرے باری، باری تکنے لگا بھلا ایسا بھی کیا چٹکلا چھوڑ دیا تھا۔ اپنے تئیں تو اس نے بڑی سمجھداری کا مظاہرہ کیا تھا۔

"بھلا ہے یہ......ارے پگلے ہم اس بنیاد پر ہی لڑکی کو جانچتے پرکھتے ہیں اور بھلا کیا دیکھنا ہوتا ہے۔" اور اس دن کے بعد سے اس نے اس معاملے کو سراسر خواتین کا معاملہ قرار دے کر خاموشی اختیار کرلی۔

"ڈھونڈتی رہیں جو دل کرے ان کا...... جب مل جائے گی تو پتا چل ہی جائے گا۔" اس نے خود کو سمجھا کر پوری توجہ پڑھائی پر لگادی۔

اور پھر ڈھائی سال بعد جا کر کہیں وہ سب خواتین ایک ہی لڑکی پر متفق ہوئیں تب جب.... "ذوالقرنین" نے اپنا ایم اے مکمل کر کے نوکری بھی شروع کردی تھی۔

ان سب کی نظر جا کر خزینہ پر ٹھہری تھی جو میجر مشتاق کی سب سے بڑی بیٹی تھی اور اس میں ہر گُر تھا۔ ان خواتین نے بھی اس کا ہر، ہر گُر ٹھونک بجا کر دیکھا تھا تب کہیں جا کر رشتہ پکا کیا تھا۔

"حور ہے حور......" بڑی خالہ نے گھر پہنچتے ہی نین کو گھیر لیا۔ وہ ہولے سے مسکرادیا۔

"چاند سورج کی جوڑی لگے گی۔" چھوٹی خالہ نے بلائیں لے ڈالیں اس کی۔

"پورے خاندان میں ایسی حسین لڑکی بیاہ کر نہ کبھی آئی نہ آئے گی۔" چھوٹی پھپھو کی بات پر وہ کھنکھارا۔

"کیوں پھپھو، آپ نے اپنے بیٹوں کی دلہنیں نہیں لانا۔" اور سب خواتین ہنسنے لگیں تو وہ جھینپ گیا۔

"یہ بتاؤ کہ لڑکی دیکھنے چلو گے؟" بڑی ممانی نے اس کا ہاتھ تھام کر شرارت سے دبایا تو وہ خجل سا ہوگیا۔

"آپ سب نے جو پسند کیا مجھے یقین ہے بہتر ہی ہوگا۔" اس نے تابعداری کا مظاہرہ کیا اور جان چھڑا کر بھاگ گیا۔

گھر بھر میں کیا...... خاندان بھر میں شادی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ خاندان میں برسوں بعد کسی کی شادی ہونے چلی تھی...... دوسری نسل کی پہلی شادی......سو کیا کزنز خوش اور کیا چاچیاں، مامیاں، پھپھیاں، خالائیں پُرجوش......

"نین بھائی آپ دلہن لائیں گے؟ گھوڑی چڑھیں گے۔" کبھی بچے اسے براہِ راست مخاطب کرلیتے تو وہ شرما کر سر ہلا دیتا۔ اور کبھی وہ ماؤں سے پوچھنے لگتے۔ "امی نین بھائی دولہا بنیں گے؟" سو شادی پر ہر ایک نے جی بھر کر ارمان پورے کیے...... کیا مایوں کیا مہندی...... بارات تو ایسی شاندار کہ سب اش اش کر اٹھے۔

"ارے بھئی سیکرٹری کا پتر ہے یا منسٹر کا؟" باراتیوں میں سے ہی کسی نے آواز لگائی۔

"پرائم منسٹر کا ہے جناب۔" کسی منچلے نے آواز لگائی۔ وہ شہزادوں کی سی آن بان لیے اگر بارات لایا تھا تو اگلوں کی جانب سے بھی دربار سجا ملا تھا...... دلہن گھونگٹ گرائے جب شامیانے میں داخل ہوئی تو برابر میں چوبدار بڑی شان سے چلتا تھا گویا واقعی کسی مہارانی کے جلو میں آگے بڑھ رہا ہو۔

رسمیں ہوئیں، نکاح ہوا پھر رخصتی ہوئی اور خیر سے دلہن بیاہ کر نین کے ہمراہ اپنی عشوہ پروری کے ساتھ چلی آئی۔

"ہاں جی برخوردار......کیسی لگی پھر دلہن!" اگلے روز خالاؤں نے اسے پھر سے گھیر رکھا تھا۔

"پسند آپ سب نے کی ہے سو جیسی پسند کی ہے ویسی ہی ہوگی۔" وہ بڑی معصومیت سے کہتا انجان بن رہا تھا مگر تمتماتا چہرہ خوشی کا غماز تھا۔

"ارے بھئی وہی تو پوچھ رہے ہیں کہ بتاؤ کیسی پسند کی ہے ہم نے دلہن؟" وہ بھی کہاں باز آنے والی تھیں۔ خاص کر چھوٹی خالہ تو اسے خوب زچ کرنے کا ارادہ رکھے ہوئے تھیں۔ دونوں کی عمروں میں تو کچھ خاص فرق نہیں تھا سو بڑی گاڑھی چھنتی تھی ان میں۔

"ارے ماسیو! اب تو مجھے بخش دو۔" اپنی مسکراہٹ چھپاتا مسکین سی صورت بنائے وہ سب کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

آگے دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا تو سب کے قہقہے بلند ہوتے چلے گئے۔

اماں نے سہولت سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے خالاؤں کے نرغے میں سے یہ کہہ کر نکالا کہ انہیں کچھ کام ہے اس سے...... اپنے کمرے میں لے جا کر دروازہ بند کر دیا۔

”نین، خزینہ کو اس خاندان کی روایات کے متعلق بتایا؟“ وہ جس موضوع سے بچنا چاہتا تھا اماں اسے کھینچ کر اس پر لے آئی تھیں۔ وہ سر جھکائے خاموش رہا۔

”ابھی اور اسی وقت اسے سب سمجھاؤ...... پہلے وہ جو بھی کرتی رہی ہو۔ اب اسے اس خاندان کی روایات اور عقائد کے مطابق چلنا ہوگا...... جانتے ہو ناں تمہارے ابا اس معاملے میں کتنے محتاط ہیں۔“

نہ چاہتے ہوئے بھی اسے سر ہلانا پڑا۔ جن روایات اور عقائد کا درس وہ اسے دے رہی تھیں وہ خود ان کا منکر تھا مگر کبھی علی الاعلان اظہار نہیں کیا تھا۔

خزینہ کو تو وہ تب بتاتا جب انہیں خلوت میسر آتی...... وہ پورا وقت ایک مجمع میں گھری بیٹھی رہی۔

ناشتے کے وقت پراٹھا سالن دیکھ کر اس نے عجیب سا تاثر دیا۔ چھوٹی خالہ نے سرگوشی میں پوچھا۔

”کیا ہوا، کیا قیمہ پسند نہیں؟“ وہ جبراً مسکرادی۔

خالہ سے اس کی خاصی بے تکلفی ہو گئی تھی۔ جب سے رشتہ پکا ہوا اتنی بار چھوٹی خالہ ان کے ہاں آئی گئی تھیں کہ وہ ہنسوڑ سی خالہ سے اچھی خاصی گانٹھ چکی تھی۔

”میں ناشتے میں انڈے کے سوا کبھی کچھ نہیں کھاتی خالہ۔“ سو اپنی مشکل کہہ ڈالی۔ خالہ پھر یوں چپ ہوئیں کہ اس کا تو دل دہل گیا تھا تو سسرالی رشتہ، اسے یوں نہیں کہنا چاہیے تھا مگر کرتی بھی تو کیا...... عادات بدلنے میں بھی وقت درکار ہوتا ہے...... ساری زندگی ایک ہی شے کھاتے، کھاتے اب یوں پہلے ہی روز کیسے سالن کھا لیتی۔ مشکل عمل تھا۔

خالہ نے آہستگی سے اس کا ہاتھ دبایا۔

”کسی اور سے مت کہہ ڈالنا...... ابھی یہی کھالو...... بعد میں سب پتا چلتا جائے گا اور سمجھتی جاؤ گی۔“ خالہ کا انداز اور الفاظ دونوں سمجھ سے باہر تھے۔

وہ مرتی کیا نہ کرتی کے مصداق وہی زہر مار کرنے لگی۔

ذوالقرنین سے مڈبھیڑ ہونے پر خالہ اسے ایک طرف لے گئیں۔

”تم نے دلہن کو ابھی تک اس گھر کے ریتی رواج نہیں سمجھائے۔ آج اس نے مجھ سے کہا کہ اسے ناشتے میں انڈا کھانا ہے...... کل کو مزید فرمائشیں ہوں گی، اس خاندان کے عقائد نہیں بدلیں گے۔ اسے خود کو بدلنا ہوگا۔“ عقائد وہ بار، بار روایات اور طور طریقوں کو کہہ رہی تھیں کہ وہ اتنی سخت تھیں کہ عقائد کا گمان ہوتا۔

”تو مت رشتہ کرتے ناں اس شاندار خاندان سے باہر...... کر دیتے کسی دور پار کی خالہ، مامی، تائی، پھپھی کی بیٹی سے میری شادی یا رشتہ پکا کرتے ہوئے اس خاندان کی روایات کی ایک فہرست تھما کر آتے ان کو کہ یہ منظور ہیں تو رشتہ بھی منظور ورنہ نامنظور......“ اس نے چبا، چبا کر غصے کی حالت میں یہ سب کہا...... خالہ اسے گھورنے لگیں۔ یہ خاندان کا پہلا رشتہ تھا جو خاندان سے باہر کیا گیا تھا کیونکہ انہیں کوئی اس کے ہم پلہ جوڑ نہیں ملا تھا خاندان میں۔

”اللہ کا خوف کھائیں، خالہ...... اور اس خود ساختہ عقیدت پسندی سے باہر نکلیں۔ آپ لوگوں نے تو ہندوؤں کے مانند خود ساختہ حلال، حرام بنا رکھے ہیں۔ خود تو غلط رستے پر ہیں، آنے والی کو بھی مجبوراً گھسیٹ رہے ہیں کہ بی بی ہماری راہ نہیں اپناؤ گی تو گناہ گار ہو، عذاب نازل ہوگا تم پر، اللہ کی لعنت ہوگی، جہنم میں ڈال دی جاؤ گی ہنہ......“ وہ اکتا کر بولا۔

”اُف خالہ! جب میرا دل اس پیروی کے لیے نہیں مانتا تو میں اسے کیسے کہوں اس سب پر ایمان لانے کو۔“ آخری جملہ اس نے خالہ کا ہاتھ تھام کر بڑی نرمی سے ادا کیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تمہارا دماغ درست ہے نہیں...... کیا اول فول بک رہے ہو؟'' خالہ نے غصے سے اسے پرے دھکیلا۔

''سو فیصد درست ہے اور کیا ہیں یہ عقائد...... انڈا نہیں کھانا، مرغی نہیں کھانی...... کالا رنگ نہیں پہننا...... رات سات بجے کے بعد کچھ نہیں کھانا۔ میں پوچھتا ہوں کس شریعت میں ہے یہ سب...... کون سی شریعت کے ماننے والے ہیں ہم؟ کوئی عذاب نہیں اترتا، کوئی لعنت نہیں ہوتی، میں اس پر ایمان نہیں رکھتا اور میں آپ کو آج بتا دوں کہ میں پچھلے سات سال سے یہ سب کر رہا ہوں گھر سے باہر رہ کر۔'' خالہ تو ساکت تھیں اس کے باغیانہ پن پر...... اس کی نافرمانی اور منہ پھٹ پر...... اور اس انکشاف نے تو گویا انہیں پتھر کا کر دیا تھا۔

ایک سکتہ باہر راہداری میں کھڑی خالہ کو ہوا تھا اور دوسرا سکتہ اندر کمرے میں موجود خزینہ کو ہوا یہ سب سن کر جب ذوالقرنین نے موقع جان کر اسے سب بتایا۔

''مطلب......؟''

''ہاں یہی مطلب کہ یہ سب اس خاندان میں ممنوع ہے۔'' اور وہ شوہر کی صورت حیرت سے تکنے لگی۔

☆☆☆

وہ بیون خاندان کی ساتویں پیڑھی تھی۔ ساتویں نسل جو مسلمان تھی...... سات پیڑھیوں قبل ان کا خاندان جاٹ برادری سے تھا پھر برصغیر کے ایک صوفی منش کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کے خاندان نے اسلام قبول کیا تھا...... دین کی تعلیمات ان سے حاصل کیں...... اسلام پر کیسے کاربند ہوتا ہے انہی سے سیکھا۔

صوفی منش اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے جنہوں نے لوگوں کو کبھی اپنی ذات کے گرد اکٹھا نہیں کیا...... ہمیشہ انہیں اللہ سے جوڑتے رہے۔ مگر ان کے عقیدت مند، عقیدت میں ایسے اندھے ہو جاتے کہ انہی کے ہر عمل کو اوڑھنا بچھونا بنا لیتے۔

صوفی منش کو مرغی کا گوشت اور انڈے موافق نہ آتے، طبیعت کی گرانی کا باعث بنتے سو وہ اس کا استعمال نہیں کرتے تھے، کالے رنگ سے جسم پر چھالے سے بننے لگتے سو وہ بھی نہ پہنتے...... رات سات بجے کے بعد کھانے پینے سے دل بوجھل ہونے لگتا سو کھانا ترک کر دیتے۔ رفتہ، رفتہ ان کے پیروکاران معاملات میں ان کی پیروی کرنے لگے۔

''اللہ نے جو چیزیں حرام نہیں کیں انہیں بلا کسی عذر کیوں تم خود پر حرام کر رہے ہو، تمہارا دین میری پیروی کرنا نہیں ہے، اللہ کے احکامات کی پیروی کرنا ہے اور اللہ نے یہ سب حرام نہیں کیا۔ سو مت خود کو مشکل میں ڈالو۔''

صوفی منش یہی کہتے، کہتے دنیا سے چلے گئے مگر پیروکاران کے قول کے بجائے عمل کے پیچھے چلتے رہے...... نسل در نسل یہ عقیدت منتقل ہوتی رہی اور ساتھ ہی ساتھ اس عقیدت کے منکرین پر فتوئی جاری ہونے لگے...... جو منکر ہوا عذاب کا مستحق ہوگا...... اللہ کی مار ہوگی اس پر...... اور نہ جانے کیا، کیا...... وہ بچپن سے ہی ان عقائد سے خار کھاتا تھا...... پھر اس نے رفتہ، رفتہ ان روایات کو پرکھنا شروع کیا شریعت کی رو سے...... بہت جلد ہی وہ ان نتائج تک پہنچ گیا کہ اس کا خاندان غلط ہے...... جو حدود وہ خود پر لگائے ہوئے ہیں، وہ ہرگز بھی اللہ کی حدود نہیں بلکہ ان کی اپنی لگائی حدود ہیں...... جب رب نے وہ اشیا حرام نہیں کیں تو انسان کون ہوتا ہے انہیں خود پر حرام کرنے والا......

سو اس نے لڑکپن سے ہی ان اشیا کو چھپ، چھپ کر استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔ بیون خاندان کا پہلا نوجوان جو سب سے زیادہ پڑھا لکھا اور ہونہار تھا...... وہی اس خاندان کا پہلا باغی نکلا تھا...... پہلا منکرِ عقائد...... پہلا مجرم...... پہلا معتوب...... پہلا مفرور......

☆☆☆

خزینہ اپنی ذات میں مخزن تھی۔ اس نے تمام ذمے داریاں ایسے سنبھال لی تھیں کہ وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتا ہی رہ جاتا۔ وہ اپنے خاندان

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی خواتین کے پاؤں دھو دھو کر بھی پیتا تو اس احسان کا حق ادا نہیں کر سکتا تھا کہ انہوں نے کیسی گنوں والی لڑکی اس کے لیے چنی۔

اس روز کے بعد سے اس نے کبھی ان اشیا کا نام نہ لیا جو اس گھر میں ممنوع تھیں...... وہ اس کی قربانی کا قدر دان تھا۔

شادی کے چھ ماہ بعد ہی اس کی لاہور پوسٹنگ آگئی اور جب تک اسے گھر نہ ملتا وہ خزینہ کو نہیں لے جاسکتا تھا۔

''میری ہرگز فکر نہیں کریں، میں یہاں رہ لوں گی۔ وہاں میں اکیلے کیسے رہوں گی۔ یہاں سب ہیں۔'' دل تو بہت اداس تھا اس کا مگر دل بڑا کر کے شوہر کی دلجوئی کے لیے کہہ گئی۔

''وہاں میرے ساتھ ہو کر اکیلے ہوگی تم اور یہاں میرے بغیر بھی تم اکیلی نہیں ہوگی۔'' وہ جتاتی نگاہوں سے شکوہ کررہا تھا۔

''میرا وہ مطلب نہیں تھا۔'' وہ لب کچلنے لگی۔

''میں نہیں ہوں گا تو تم رہ لوگی؟'' وہ بڑے دلربانہ انداز سے پوچھ رہا تھا اور وہ اندر ہی اندر اپنے آنسوؤں کا سمندر روک رہی تھی۔ وہ بند سمندر پر باندھ رہی تھی، دریا پر نہیں۔ سو بڑی ہمت درکار تھی۔

''میں اس گھر کی بڑی اور واحد بہو ہوں...... جیسے آپ ہمیشہ اپنی ذمے داریاں نبھاتے آئے ہیں اب مجھے بھی نبھانا ہوں گی ناں۔ میں اتنی جلدی سسرال چھوڑ کر ان ذمے داریوں کو بھول کر آپ کے ساتھ نہیں جاسکتی۔ شاید گھر مل جائے تب بھی نہیں۔''

وہ سولہ آنے سچ کہہ گئی تھی...... وہ جانتا تھا سو خاموش ہوگیا۔ یہ جان کر خوشی بھی ہوئی کہ وہ اپنی ذمے داریوں کو نہ صرف بخوبی سمجھتی ہے بلکہ پورا کرنے کی طاقت بھی رکھتی ہے۔

☆☆☆

پھر وہ چلا گیا...... اور وہ سب کے مابین ہو کر بھی اکیلی رہ گئی۔ مجمع تو وہ ساتھ لے گیا تھا اب محفلیں کہاں سے سجتیں۔

وہ کبھی فون کرتا اور اسے بات کرنے کا اگر موقع مل جاتا تو وہ چند جملوں سے آگے بات نہ ہو پاتی۔

''کیا کرتی ہو؟''

''کام......'' وہ سیدھا سا جواب دے ڈالتی۔

''اور......'' وہ کچھ سننا چاہتا تھا، بہت میٹھا، پیار بھرا کوئی جملہ......اور وہ اسے کیسے بتاتی کہ وہ اس گھر میں اس کے ڈھیر سارے، بہن، بھائیوں اور ماں، باپ کے ہمراہ رہتی ہے...... گھر کے مرکزی کمرے میں فون لگا تھا اور اس کے ارد گرد ہمیشہ کوئی نہ کوئی موجود رہتا...... ایسے میں وہ کیسے اس کو پیار بھرا جملہ دان کرتی...... پرانا وقت تھا اور اس وقت موبائل فون نہیں تھے کہ اپنے کمرے میں جا کر اکیلے میں بات کر لیتی سو اس فون کے سوا کوئی رابطے کی سبیل نہیں تھی۔

''دعا کرتی ہوں۔''

''کیا دعا کرتی ہو؟'' دوسری طرف سے بھرپور اشتیاق سے سوال کیا گیا۔

''دعا بس اسی کو بتاتے ہیں جس سے کرتے ہیں۔'' وہ اس کی اس سادہ لوح طبیعت پر ہنس دیتا۔

''اور مجھے یاد کرتی ہو یا نہیں۔''

وہ خاموش ہو جاتی تو وہ قدرے شوخی سے پوچھتا۔

''اچھا اب جسے یاد کرتے ہیں کم از کم اسے تو بتاتے ہیں ناں...... یا اسے بھی نہیں بتاتے۔''

اس کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں، کیا جواب دیتی، نہ موقع مناسب ملتا نہ جواب...... خاموشی ایسے میں بہترین جواب ہوتی۔

''تم بہت بے رحم ہو، مجھے یاد تک نہیں کرتیں۔'' وہ روٹھ کر فون رکھ دیتا۔

وہ پھر گھنٹوں اپنے کمرے میں اکیلی پڑی روتی رہتی اور اسے ہی یاد کرتی رہتی...... وہ اسے کہتا تھا کہ وہ بے رحم ہے اور خود اسے خوب رُلاتا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وقت اسی طرح گزرتا رہا، مہینوں بعد وہ چکر لگا جاتا۔ ہر بار اشاروں، کنایوں میں اسے ساتھ لے جانے کا کہتا تو اماں لتاڑ تیں۔

''اب اس عمر میں اکیلی میں گھر کے کام کروں گی کیا؟ لوگ بہویں خدمت کے لیے لاتے ہیں، بہنیں تمہاری پڑھ رہی ہیں، بہو کو بھیج دوں تو کام کون کرے گا۔''

وہ خاموش مجرم کی طرح سر جھکائے کام میں جتی رہتی اور ذوالقرنین بمجھدار بن کر بجھ جاتا۔

ڈیڑھ سال بعد عمر کے لیے رشتہ خاندان سے ہی کیا گیا...... اماں کی دور پرے کی رشتے کی بھانجی تھی زینت جو عمر کے لیے پسند کی گئی۔

''شادی تو تب کریں گے جب زرتاب کا کہیں رشتہ پکا ہو...... بیٹیاں بھی تو بیاہنی ہیں ہم نے...... کیا بیٹے ہی بیاہتے جائیں۔ یوں بھی ایک بہو ہے ناں گھر سنبھالنے کو۔'' وہ خاموشی سے اماں کی گفتگو سنتی رہتی۔

☆☆☆

''دو سال بیت گئے اور کوئی خوشخبری نہیں سنائی دلہن نے؟'' بڑی پھپو آئی بیٹھی تھیں، کام میں مصروف خزینہ کو دیکھ کر اماں سے سرگوشیاں کرنے لگیں۔

''ہاں بس اپنا مقدر ہوتا ہے، دیکھو ناں نورینہ کی شادی تین کے سال بعد ہوئی تھی اور اس کی خوش خبری سنے بھی چھ ماہ بیت گئے۔ یہاں تو نصیب ٹھنڈے پڑے ہیں۔''

پھپو بھلے سے آہستہ بولی ہوں مگر اماں نے تو عام آواز سے بھی اونچا جواب دیا تھا، باورچی خانے میں کام کرتی خزینہ کو سردیوں کے اس موسم میں بھی پسینہ آنے لگا...... ہتھیلیاں پسیج گئیں اب وہاں سے جانے کے ساتھ، ساتھ ایک اور دعا بھی اس کی دعاؤں میں شامل ہوگئی تھی...... گود بھر جانے کی دعا۔ دو سال کیا گزرے اسے لگنے لگا تھا کہ بیس برس گزر گئے ہوں جیسے...... اماں اکثر اسے باتوں، باتوں میں جتانے لگی تھیں۔

اگلی بار جب ذوالقرنین چھٹی پر آیا تو وہ بضد تھی کہ وہ اسے چیک اپ کے لیے جائے۔

''کیا ہوا ہے ایک دم تمہیں...... اتنی ضد پہلے تو تم نے کبھی نہیں کی۔''

''کچھ نہیں ہوا...... بس مجھے ڈاکٹر کے لے جائیں، مجھے علاج کروانا ہے ناں...... عدیلہ، نورینہ جس، جس کی شادی ہمارے بعد ہوئی سب ماں بن گئیں۔ مگر ہمارے ہاں دور، دور تک کوئی امید نہیں۔''

''کیا بات ہے زینہ کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟'' اس نے دونوں شانوں سے اسے تھام کر سیدھا کیا۔

اور اتنے ماہ بعد شوہر کی اتنی محبت اور توجہ پا کر وہ جیسے پگھلتی چلی گئی...... بھل، بھل آنسو گرنے لگے۔

وہ خاموشی سے اسے روتا ہوا دیکھتا رہا...... پھر اسے خود سے بھینچ لیا۔ وہ شاکی عورتوں میں سے نہیں تھی، وہ صابر عورتوں میں سے تھی، وہ جانتا تھا کبھی سسرال کی کوئی برائی نہیں کی، کسی زیادتی کا ذکر نہیں کیا...... بس سب ٹھیک ہے کا ٹیگ لگائے گھومتی رہتی۔

''میں لے جاؤں گا کل، اب تم رونا بند کرو......'' اور وہ جھٹ آنسو پونچھتی اس کے لیے چائے بنانے چلی گئی۔

چیک اپ کروا کر اسے تسلی ہوگئی تھی کہ کہیں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ وہ مطمئن ہوگئی تھی اور اسے مطمئن دیکھ کر وہ بھی پُرسکون ہو کر وہاں سے واپس لوٹا تھا۔

☆☆☆

وقت اسی طرح پر لگا کر اڑتا رہا...... زرتاب، مہتاب، بمیرا کی شادیاں ہوگئیں اوپر تلے۔ عمر کی دلہن بھی بیاہ کر اس گھر میں آگئی۔ پھر عامر کے لیے لڑکی ڈھونڈنے کی مہم شروع ہوگئی۔

''میرا رشتہ تو میری بھابی ڈھونڈیں گی۔'' وہ بھابی کا لاڈلا دیور تھا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے پلٹن کی پلٹن لے کر جانے کی...... یوں بھی اگلی کی قسمت سیاہ ہو تو ٹھوک بجا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کر دیکھنے اور جانچنے سے کون سا سامنے آجائے گی۔"
اور خزینہ کے کام میں جتے ہاتھ تھم سے گئے۔

"شگن کے کام کے لیے جا رہے ہیں، تیری بھابی کو لے جاؤں تو بنا بنایا کام بھی بگڑ جائے گا۔" وہ تڑپ کر رہ گئی اماں کے اس جملے پر۔ اب اماں اس کو چھوڑ کر چھوٹی بہو کے گن گانے لگی تھیں۔ یوں بھی چھوٹی بہو نے تین ماہ میں ہی خوشخبری سنا ڈالی تھی۔ وہ تب سے مہارانی بنی بستر پر بیٹھی حکم جاری کرتی رہتی۔ فرمائشیں پوری کرواتی رہتی۔

وہ دل میں سوچتی کہ اس کا حق بنتا تھا۔ آخر اس گھر کو خوشی دینے جا رہی ہے۔ وہ حاسد نہیں تھی، بس اماں کی باتیں دل کو چھو کے لگاتی تھیں۔

اگلی بار ذوالقرنین چھٹی پر گھر آیا تو امی سے صاف بات کی۔

"اب چھوٹی بہو آگئی ہے تو خزینہ کو میرے ساتھ جانے دیں۔" اس نے ہمت دکھائی تو اماں نے آگے سے آنکھیں دکھائیں۔ پھر کام میں مگن خزینہ کو گھورا کہ یقیناً یہ اس کی پڑھائی پٹی ہے۔

"چھوٹی بہو کا پاؤں بھاری ہے، کام کون کرے گا؟ ماں کرے گی تیری۔"

اب وہ بیچارگی سے بغلیں جھانکنے لگا۔ صحیح کہہ رہی تھیں اماں۔

"اولاد تو دے نہ سکی کم از کم سہولت تو دے دے اس گھر کو۔" اور خزینہ نے پلو سے باندھ لیا کہ اسے بڑی بہو ہونے کی قیمت ابھی چکانی ہے۔ آخر کب تک...؟ یہ وہ نہیں جانتی تھی۔

"نین کہیں ایسا تو نہیں کہ واقعی آپ کی حدود توڑنے کی وجہ سے ہمیں صوفی منش کی بددعا لگی ہو اور ہم بے اولاد ہیں۔" رات کی تاریکی میں وہ دونوں باہر صحن کے کونے میں بیٹھے سرگوشیاں کر رہے تھے۔

"لاحول ولا قوۃ...... حدود اللہ کی توڑنے سے بندہ معتوب ہوتا ہے، بندے کی نہیں اور صوفی منش ساری زندگی اس کام کی تبلیغ کرتے رہے جن کا حکم اللہ نے دیا تھا۔ وہ بھلا کیوں مجھے معتوب ٹھہرائیں گے۔"

"پھر ہمیں اولاد کیوں نہیں ہوتی، پانچ سال گزر گئے؟"

"تم کب سے یہ فضول سوچنے لگی۔ یہ ہماری آزمائش ہے ناں تم خود کہتی تھی تو اسے آزمائش سمجھو...... بددعا یا قہر نہیں۔"

اور اگلے روز ہی گھر میں کہرام مچا ہوا تھا...... صبح سویرے ان کی آنکھ اک ہنگامے سے کھلی تھی...... ان کے کمرے کا دروازہ پیٹا جا رہا تھا۔ ذوالقرنین نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ اماں باہر کھڑی تھیں۔

"خیر تو ہے اماں کیا ہوا ہے؟" وہ آنکھیں مسلتے ہوئے حیرت سے کہیں زیادہ فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔

"چل میرے ساتھ......" اور اس کا ہاتھ درشتی سے تھام کر اسے کھینچتے ہوئے برآمدے تک لے آئیں جہاں ابا جی کے ہمراہ سب موجود تھے۔ وہ سب کی صورتیں تکنے لگا، معاملہ سمجھ سے باہر تھا۔

"کھا میرے سر کی قسم اور بتا سب کو کہ تو ایسا نہیں کر سکتا۔" اماں نے اس کا ہاتھ زبردستی اپنے سر پر رکھ لیا۔

"کیسا اماں...... کیسا نہیں کر سکتا میں؟" خزینہ بھی بڑی سی چادر سے سر ڈھک کر وہیں برآمدے میں اِک ستون کے پیچھے کھڑی تھی۔

"کہ تو نے صوفی منش کی روایات کو نہیں توڑا...... کہ تو نے حدود سے باہر قدم نہیں نکالا...... کھا قسم پتر...... بتا دے اپنے ابا جی کو کہ یہ سب جھوٹ ہے۔"

"یہ سب کس نے کہا آپ سے؟" اس نے کچھ دیر ساکت نظروں سے اماں کو تکا۔

خالہ ایسا نہیں کر سکتی تھیں...... کرنا ہوتا تو پانچ سال پہلے ہی کر چکی ہوتیں۔

"میں نے رات خود اپنے گناہ گار کانوں سے سنا ہے، بھائی جان اور بھابی جی کو باتیں کرتے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

اماں...... کیا میں جھوٹی ہوں......؟" زینت فوراً جھٹ سے بولی تو اسے اس کے سوال کا جواب مل گیا۔

اس نے گہری آہ بھری...... وہ وقت آن پہنچا تھا جہاں اسے اعتراف کرنا تھا۔ اس نے اماں کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"زینت سچ کہہ رہی ہے اماں...... میں اپنے لڑکپن میں بھی اس خاندان کی خود ساختہ حدود کو توڑ چکا ہوں۔" اور اماں کا اٹھتا ہاتھ عمر نے آگے بڑھ کر روک لیا۔

"کیا کر رہی ہیں اماں؟"

"یہ میرے گنوں والا پتر...... جس کی ایک زمانہ تعریف کرتا تھا، یہ ایسا نافرمان نکلا ہے، ہمارے پشتوں کی روایات کا پاس نہ کرسکا۔ اتنی منہ زور تھیں اس کی خواہشات کہ انہیں لگام نہ دے سکا یہ......"

"میں ہر اس بات کے، عقیدے کے خلاف ہوں جو اللہ کی طرف سے ہم پر رائج نہیں کیا گیا۔"

"او کھوتے دے پتر...... ہمارے مرشد کی سنت تھی...... جنہیں تو نے پامال کیا۔" اباجی تو گویا ڈھے ہی گئے تھے۔

"کیا مرشد نے کہا تھا آپ کو یہ سب کرنے کے لیے یا آپ سب اندھی تقلید کے مارے ہوئے ہیں؟ مرشد بھی انسان ہوتا ہے...... مرشد بھی غلطی کرسکتا ہے...... وہ گناہوں سے پاک نہیں ہوتا اور جب مرشد نے یہ تعلیمات دی ہی نہیں اور آپ نے خود سے انہیں اپنے اوپر واجب کرلیا تو کیا مرشد اس سے خوش ہوں گے؟"

اماں اس پر پھر سے جھپٹیں تو عمر نے آگے بڑھ کر انہیں روکا۔

"کفر بک رہا ہے، جنہوں نے دین سکھایا انہی سے کفر کررہا ہے، تبھی تجھے بے اولادی کی بددعا لگی ہے، سوکھا رہے گا تو ہمیشہ اسی طرح۔" وہ رونے لگی تھیں۔ "کبھی نہیں نوازا جائے گا۔ بانجھ رہے گا، بنجر رہے گا صوفی منش کی بددعا ہے۔"

وہ تڑپ اٹھا تھا......

"اماں دین تو جس ہستی نے سکھایا تھا انہوں نے ایسی کوئی تعلیم نہیں دی کہ جن کی میں نے حدود توڑی ہوں......اور بے اولادی میری آزمائش ہے، سزا نہیں...... مگر اب جو آپ نے بددعائیں دی ہیں ناں وہ مجھے ضرور لگ جائیں گی اب۔" اس نے دکھ سے بس اتنا کہا اور اندر بڑھ گیا...... خزینہ تو جہاں کھڑی تھی وہاں سے کتنی دیر ہل ہی نہیں سکی۔

☆☆☆

نو ماہ اماں نے اسے زینت کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیا کہ وہ اپنی کالی قسمت کی چھایا اپنے پاس ہی رکھے۔ اور وہ سوچتی رہی کہ مقدر سنوارنے، بگاڑنے کا اختیار بندے کے ہاتھ میں کب سے دے دیا گیا تھا۔ اسے کیوں خبر نہ ہوئی کہ بندہ اتنا با اختیار کردیا گیا ہے۔

دعاؤں میں شدت آنے لگی۔ وہ جو شادی سے قبل مارے باندھے نمازیں پڑھتی تھی، پانچ وقت نمازوں کے ساتھ اشراق، چاشت بھی پڑھنے لگی۔

دکھ کی سب سے اچھی بات یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ سے جوڑ دیتا ہے نو ماہ اگر زینت نے اپنی تکلیف میں گزارے تھے تو وہی نو ماہ خزینہ نے اپنی تکلیف میں گزارے تھے۔ مگر بڑا فرق تھا دونوں کی تکلیفوں میں...... ایک کی تکلیف نعمت کے سبب تھی اور دوسری کی محرومی کے سبب...... جس روز دکھ سے اندر گھٹنے لگتا اس دن کبھی وہ حضرت یعقوبؑ کی دعا پڑھتی تو کبھی حضرت ابراہیمؑ کی...... کبھی حضرت زکریاؑ کی پڑھتی تو کبھی حضرت یونسؑ کی......

اس روز بڑی خالہ آئی بیٹھی تھیں۔ "کل شام کو لینے آؤں گی خزینہ...... درگاہ چلیں گے، سنا ہے مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ وہاں جانے والوں کی۔"

اس نے صاف منع کردیا۔

اماں نے اسے گھورا اور دبے، دبے لفظوں میں سمجھایا۔

"چلی جا...... کیا خبر اس وسیلے سے صوفی منش کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بد دعائیں جائے۔'' مگر وہ نہ گئی۔

''جو دے سکتا ہے اس سے مانگوں گی خالہ......

جسے اختیار نہیں ہے اس سے نہیں کہوں گی۔'' اور خالہ اس کی عقل کو کوسنے لگیں۔

زینت کی گود میں جب آفاق آیا تو اسے پیار کرنے کو اٹھانے کو وہ تڑپ جاتی مگر اماں سمیت زینت اسے قریب بھی نہ پھٹکنے دیتی۔

پھر شادی کے چھ سال بعد جب ذوالقرنین کی گجرات پوسٹنگ ہوئی تو وہ چھٹی پر گھر آیا تھا۔

امی نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اسے اکساتی رہیں۔

''کب تک یوں رہے گا...... دوسری شادی کا سوچ...... ایک بار ہامی بھر لے تو لائن لگا دوں گی لڑکیوں کی۔''

وہ جو چائے کی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی تھی پورے وجود سے کانپ کر رہ گئی۔

''میری بیوی بانجھ نہیں ہے اماں......'' اس نے بڑے تحمل سے کہا اور خزینہ کے آنسو بھل بھل گرنے لگے جنہیں وہ روک نہ سکی۔ کتنا مان دیا تھا اس کے شوہر نے...... عورت جو واحد شے مرد سے چاہتی ہے وہ تحفظ ہی تو ہوتا ہے۔ کپکپاتے ہاتھوں سے ٹرے میز پر دھر کر اس نے ایک، ایک پیالی شوہر اور ساس کو تھمائی۔ اماں نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

''میری اولاد ہوگی تو خزینہ سے ہی ہوگی...... اماں...... کہیں کوئی مسئلہ نہیں دیر محض اللہ کی جانب سے ہے۔'' وہ چائے کی پیالی آدھی چھوڑ کر اٹھ گیا تھا اور اماں اب اس کے سر ہو گئیں۔

''تو اسے شادی کی اجازت دے، دے گی تو وہ دوسرا بیاہ کرلے گا۔'' خزینہ نے بے بسی سے ساس کی جانب دیکھا۔ اس کی اوقات کیا تھی کہ وہ کسی کو بھی روکتی۔

''میں نے اجازت دی اماں...... وہ آزاد ہیں اپنے فیصلوں میں۔ مان جاتے ہیں تو کروا دیں۔''

اور اماں ہو کا بھر کر رہ گئیں۔ جانتی تھیں کہ بیٹا ہی نہیں مان کر دے گا۔

اس بار وہ مقدمہ ابا کی عدالت میں براہِ راست لے گیا تھا۔

''اب تو آپ لوگوں کی بہو بھی ہے اور پوتا بھی...... کچھ عرصے تک عامر کی دلہن بھی آجائے گی...... چھ سال تک میں وہاں اور خزینہ یہاں رہی ہے۔ اس نے بہت خدمت کی ہے سب کی...... اب میری بیوی کو اجازت دیں ابا میرے ساتھ جانے کی۔''

اور ابا نے فیصلہ اس کے حق میں دے دیا۔ اماں، ابا کے فیصلے میں مداخلت نہیں کرتی تھیں سو محض کھول کر رہ گئیں۔

وہ جاتے، جاتے سب کے گلے لگ کر روئی تھی۔ اماں نے بڑے بڑے دل سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ زینت کا بھی منہ پھولا ہوا تھا کہ سارے گھر کی ذمے داری اب اس کے سر آئی تھی۔

سو یوں وہ چھ سال کی قیدِ بامشقت کاٹ کر شوہر کے ہمراہ چلی آئی تھی۔

☆☆☆

سفر کافی طویل تھا سو وہ دونوں رات دیر سے گھر پہنچے تھے۔ کھانا راستے سے ہی کھا لیا تھا اور اس وقت نیند کی شدید طلب تھی۔

''اس وقت سو جاؤ، صبح تفصیل سے گھر دیکھ لینا۔'' وہ اس کا ارادہ بھانپتے ہوئے بولا تو وہ مسکرا کر سر ہلاتے ہمیشہ کی طرح اس کی فرمانبردار بیوی بن گئی۔

صبح وہ اس سے پہلے جاگ کر ناشتا تیار کر چکی تھی...... نہ صرف ناشتا تیار کر چکی تھی بلکہ گھر کا بھی تفصیلی جائزہ لے چکی تھی۔ وہ گاہے گاہے اس سے گھر کی آرائش سے متعلق چھوٹی موٹی گفتگو کرتا رہا تھا......

نہ جانے کیوں ذوالقرنین کو وہ معمول سے زیادہ خاموش لگ رہی تھی۔ وہ ٹھیک سے ناشتا بھی نہیں کر رہی تھی۔ اسے لگا تھا کہ وہ تھکی ہوئی ہے مگر کتنی بار کن انکھیوں سے اس کا جائزہ لینے پر اسے اس کے چہرے پر کچھ اور ہی رقم ملا تھا جسے کم از کم وہ تھکن پر معمول نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرسکتا تھا۔

"لگتا ہے ساس سے جدائی کا بہت دکھ ہے...... سسرالی رشتے دار یاد آرہے ہیں، دل نہیں لگ رہا ان کے بغیر تبھی تو ٹھیک سے ناشتا بھی نہیں کررہیں۔" وہ اسے چھیڑ کر بولنے پر اکسا رہا تھا۔

وہ جواباً پھیکا سا مسکرادی۔

"ناشتا تو اس لیے نہیں کررہی کہ رات میں کھانا کافی کھالیا تھا...... طبیعت کچھ گراں سی ہے اور خوب کہی آپ نے کہ سسرالی رشتے دار یاد آرہے ہیں، چھ سال گزارے ہیں ان کے درمیان...... عادت سی ہوگئی تھی ان کی...... اب عادت بدلنے میں کچھ وقت تو لگے گا ہی ناں......"

اس کا جواب سن کر وہ محظوظ ہوا تھا۔

"نین......" اس کے پکارنے کا انداز قدرے عجیب تھا، وہ چونکے بنا نہ رہ سکا۔

"رات خواب میں بہت خوب صورت بچہ دیکھا میں نے۔" اور اس کا چائے کی چسکی بھرتا ہاتھ ہوا میں ہی معلق ہوکر رہ گیا۔ وہ چند ثانیے اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"زینہ...... تم کیوں ہر وقت اس بارے میں سوچتی رہتی ہو۔ تمہاری صحت متاثر ہورہی ہے، ایک دن بیمار پڑ جاؤ گی اگر اسی طرح سوچتی رہو گی تو۔"

"وہ ہمارا بچہ نہیں تھا۔" اس نے سر جھکائے ہی اس کی ساری بات سنی تھی اور اب اسی طرح سر جھکائے، جھکائے ہی جواب دیا تھا۔

ذوالقرنین نے اسے تاسف سے دیکھا۔

"زینت کیا پھر سے ماں بننے والی ہے؟" اس کا انداز کھویا، کھویا سا تھا۔ ذوالقرنین پھر سے چونکا تھا...... پھر لاتعلقی سے کندھے اچکا دیے۔ وہ واقعی لاعلم تھا اگر ایسا کچھ تھا بھی تو...... سو کیا کہتا؟

"وہ بچہ زینت کا تھا نین۔"

وہ خاموشی سے چائے پیتا رہا۔ کبھی، کبھی وہ اسے بالکل گونگا کر کے چھوڑ دیتی تھی۔ اتنا گونگا کہ وہ خود کو ہوں، ہاں کرنے کے قابل بھی نہ پاتا۔

"خواب، خواب ہوتے ہیں زینہ...... انہیں حواسوں پر سوار نہیں کرتے......" قدرے سنجیدگی سے اسے مخاطب کر کے وہ بولا اور پھر موضوع بدل دیا۔

"آج آفس سے میں ایک بندہ بھیجوں گا...... سامان کی لسٹ بنا کر اسے دے دینا اور رات کو زبردست سا ڈنر تیار کرنا۔ آج میں اس گھر میں اپنی بیوی کے ہاتھ کا بنا مزیدار سا کھانا کھانا چاہتا ہوں۔"

وہ مسکرا کر ناشتے کے برتن سمیٹنے لگی۔

"پتا ہے کیا نین، مجھے خواب میں کوئی کہہ رہا تھا کہ حسد مت کرو بس دعا کرو...... جس نے اسے دیا ہے وہ سب کو دے سکتا ہے۔" اس کی سوئی اب تک وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

اب کی بار نین سے کچھ بولا ہی نہیں گیا...... وہ تیار ہوکر خاموشی سے آفس چلا گیا تھا۔

پچھلے پندرہ دن چھٹی پر ہونے کی وجہ سے اس کا بہت سا کام جو تاخیر کا شکار تھا توجہ طلب تھا۔ سو اسے آفس میں رات گئے تک رکنا پڑا۔ وہ گھر لوٹا تو کھانا تیار تھا......اور جب تک وہ تازہ دم ہوکر لوٹا وہ کھانا میز پر چن چکی تھی...... کھانا لگاتے ہوئے وہ اسے زیر لب کچھ نہ کچھ پڑھتے دیکھ چکا تھا مگر اس نے پوچھا نہیں تھا کہ وہ کیا پڑھ رہی ہے یا کیا پڑھتی رہتی ہے...... وہ ملتان میں بھی اسے مختلف کام انجام دیتے ہوئے یونہی کچھ نہ کچھ پڑھتے ہوئے دیکھا کرتا تھا۔

وہ اتنا جانتا تھا کہ اس میں پہلے کی نسبت عجیب طرح کا بدلاؤ آچکا تھا۔ وہ پہلے کی نسبت زیادہ سنجیدہ ہوگئی تھی۔ پہلے سے زیادہ خاموش...... زیادہ عبادت گزار، زیادہ تحمل مزاج......

کھانا کھانے کے دوران وہ اس سے دن بھر کی مصروفیات کی بابت ہلکے پھلکے سوالات کرتا رہا جن کے وہ بڑے عام سے انداز میں جواب دیتی رہی تھی۔

"نین......" اس کے انداز میں کچھ تو ایسا تھا کہ وہ ٹھٹکا...... یقیناً وہ پھر کچھ خاص کہنے جارہی تھی۔ کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ایسا جس نے پھر سے اسے گونگا کر دیا تھا۔

"میری آج گھر بات ہوئی تھی۔"

"اچھا...... کس سے؟" اس نے بغور اسے سنتے سر ہلایا۔

"عمر سے...... زینت پھر سے ماں بننے والی ہے۔" اور وہ بالکل ساکت سا اسے تکنے لگا تھا۔ وہ بہت نارمل سے انداز میں کھانا کھا کر برتن سمیٹنے لگی تھی۔ نماز پڑھ کر سو بھی گئی اور وہ نہ جانے رات کب سویا۔

رات شدتِ پیاس کے سبب اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ عموماً وہ بہت گہری نیند لینے کا عادی تھا۔ اور چونکہ وہ کبھی اس طرح سے جاگتا نہیں تھا سو اسے خزینہ کے معمول کا علم نہیں تھا...... اس نے وقت دیکھا۔ رات کے پونے تین ہو رہے تھے اور وہ بستر پر نہیں تھی۔

وہ اسے ڈھونڈتا ہوا برابر والے گیسٹ روم تک آیا جہاں کا بلب آن تھا...... کسی بھی قسم کی آہٹ پیدا کیے بغیر اس نے دروازے کی درز سے اندر جھانکا...... وہ مصلے پر بیٹھی سسک رہی تھی۔ اس وقت وہ اسے اس خزینہ سے مختلف لگی جو دن بھر اس کے سامنے چلتی پھرتی، کام نبٹاتی تھی۔

"میری ذرا، ذرا سی ضرورتوں کا خیال رکھنے والے اللہ مجھے سنبھال کر رکھنے والے اور مجھ پر ہمیشہ مہربان ہونے والے اللہ...... اے وہ رب جو رات کے تہائی حصے کے بعد آسمانِ دنیا پر نزول فرما کر خود پکارتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں تو ہے کوئی جو مجھے پکارے تو میں عطا کروں۔ تو میرے رب میں اقرار کرتی ہوں کہ آپ ہی بادشاہ ہیں...... اس لیے میں پکارتی ہوں...... روز پکارتی ہوں...... روز سوال کرتی ہوں...... جب دنیا سو رہی ہوتی ہے تو میں اپنی فریاد سنانے کے لیے آپ کے پاس آتی ہوں...... میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ میں تکلیف میں ہوں، اذیت ہے مجھے تو آپ اسے کم کریں۔ اگر آزمائش کا مقصد سونے کی طرح بھٹی میں تپا کر خالص کرنا ہوتا ہے تو میں تپ کر خالص ہو گئی ہوں میرے اللہ...... اب میری آزمائش کم کر دے...... روز مانگتی ہوں کہ کبھی تو دے گا...... کیا کبھی نہیں دے گا؟ میں ناامید نہیں ہو سکتی ابراہیمؑ کے رب سے جو سو سال بعد اولاد سے نوازے گئے، میں مایوس نہیں ہو سکتی۔ زکریاؑ کے خدا سے جو ایک سو بارہ سال بعد عطا کیے گئے...... دس، بارہ سال تو مانگوں کم از کم...... بنا شکوہ کیے، مایوس ہوئے تو بات بھی ہے۔ شکوہ نہیں کر سکتی میں کہ ابھی تو مجھے مانگتے دس سال بھی نہیں گزرے...... سو سال بعد ابراہیمؑ کی دعا سنی گئی... کہتے ہیں کہ میرا رب ضرور دعا سنتا ہے تو میں ایسے رب سے کیسے مانگنا چھوڑ دوں کہ وہ سنتا نہیں ہے۔"

وہ اب رو رہی تھی اور کھل کر رو رہی تھی...... جو اس کے سامنے نہیں روتی تھی، جو کسی کے سامنے نہیں روتی تھی، وہ اسی کے سامنے رو رہی تھی جس کے سامنے ایک جہاں روتا ہے۔

وہ نم آنکھوں سے واپس لوٹ گیا تھا...... اس سے زیادہ...... وہ عابد، معبود کے مابین مخل نہیں ہو سکتا تھا۔ عبدیت کے کچھ اصول ہوتے ہیں وہ اسے بے اصول نہیں کرنا چاہتا تھا...... وہ رو دھو کر اپنے رب کے حوالے غموں کو چھوڑ کر بے غم ہو کر سو گئی تھی...... اور وہ...... وہ نہ پھر سو سکا تھا اور نہ ہی رو سکا تھا۔

اگلے روز ناشتے کی میز پر وہ بالکل نارمل تھی اور وہ اس کے اتنے پُرسکون انداز پر جتنا حیران ہوتا کم تھا...... وہ جو اتنی مطمئن سی ناشتا کر رہی تھی اس خزینہ سے بالکل مختلف تھی جو رات کی تاریکی میں مضطرب سی بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا رہی تھی...... وہ حد کی صابر تھی یا کمال کی اداکار وہ سمجھ نہیں سکا۔

"آج کیا بناؤں ڈنر پر؟"

"کچھ بھی بنا لینا...... تم جو بھی بناؤ گی لاجواب ہی ہو گا؟" وہ ہولے سے مسکرا کر اس کے لیے چائے بنانے لگی۔

"چلیں پھر میں آپ کی پسندیدہ بریانی اور شامی کباب بنا دوں گی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے سر ہلا دیا۔
''تم تہجد بھی پڑھتی ہو؟'' اس کا انداز سرسری سا تھا۔ وہ چونکی، اسے دیکھا اور سر جھکا لیا۔ جیسے کسی جرم پر دھرلی گئی ہو یا کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔
''جی......'' آواز مدھم تھی۔
''کبھی بتایا نہیں تم نے؟'' اس نے گویا شکوہ کیا۔
''اب بھی تو میں نے نہیں بتایا۔'' وہ مبہم سا مسکرادی۔
''ہاں' بتایا تو تم نے اب بھی نہیں ہے۔'' اس نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ ''مجھے خود ہی پتا لگ گیا۔'' وہ اپنی بے خبری پر حیران تھا اور اسے یوں لگ رہا تھا کہ سامنے بیٹھی اس کی بیوی کی ذات کے بہت سے پہلوؤں سے وہ انجان تھا۔
''نماز تو میں ہمیشہ سے پڑھتی ہوں، اس میں بتانے اور چھپانے کی کیا بات ہے۔''
''نماز میں اور تہجد میں بہت فرق ہے زینہ...... نمازیں بہت لوگ پڑھتے ہیں مگر تہجد ہر کوئی نہیں پڑھتا۔''
''ہاں، یہ اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے۔''
''تم اللہ کا قرب چاہتی ہو؟'' وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے بولا۔
''میں تو نہ جانے کیا، کیا چاہتی ہوں۔'' وہ ہرگز بھی طنزیہ لہجہ نہیں تھا۔ بے حد ٹھہرے ہوئے لہجے میں وہ بولی تھی۔ ''انسان تو بہت کچھ چاہتا ہے مگر جو چاہتا ہے وہ ملتا نہیں ہے۔''
وہ کتنا بدل گئی تھی...... کب بدلی وہ اتنا...... اسے کیوں خبر نہ ہوئی...... اتنا بے خبر کیسے ہو سکتا تھا وہ؟
''ہم کوئی بچہ اڈاپٹ کر سکتے ہیں زینہ......'' کتنی دیر بعد جب وہ بولا تو خزینہ گنگ رہ گئی۔ یہ پہلی مرتبہ تھا جب وہ کسی بچے کو گود لینے کی بات کر رہا تھا۔
''ہرگز نہیں...... میں بانجھ نہیں ہوں اور نہ مایوس ہوں۔''
''سمجھنے کی کوشش کرو زینہ...... آخر اس میں حرج ہی کیا ہے؟'' وہ زچ ہو کر بولا۔ وہ حد درجے پریکٹیکل ہو رہا تھا اور وہ بے حد جذباتی ہو رہی تھی۔
''حرج ہے نین...... بہت سی قباحتیں ہیں اس میں...... آپ کی فیملی کسی لاوارث بچے کو کیسے اپنائے گی؟''
''میں عمر اور زینت کے ہونے والے بچے کی بات کر رہا ہوں۔'' وہ ایک بار پھر شاکڈ رہ گئی تھی...... زینت اسے منحوس گردان کر اسے اپنے بچے کے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتی تھی اور اس کا شوہر اس کا ہونے والا بچہ گود لینا چاہتا تھا مگر وہ یہ سب اپنے شوہر کو سمجھا نہیں سکتی تھی۔
''اس گھر میں جو بھی بچہ ہوگا نین وہ ہمارا خون ہوگا۔'' اس نے دوٹوک کہہ دیا۔
''وہ بھی میرا خون ہوگا زینہ۔''
آپ کا خون ہوگا...... میرا نہیں۔''
ذوالقرنین اسے دیکھ کر رہ گیا...... وہ ضدی نہیں تھی...... اس نے کبھی ضد نہیں کی تھی مگر اس وقت وہ حد درجے ضدی لگ رہی تھی۔
''زینہ ضد چھوڑ دو......'' وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔
''نین جس روز میں مایوس ہو گئی اللہ کی رحمت سے اس دن میں خود ایک بچہ اس گھر میں لے آؤں گی۔'' اس نے گہری سانس بھری۔
''اور وہ دن کس روز آئے گا؟''
''شاید کبھی نہیں۔'' مضبوط پُریقین لہجہ...... اس کے چٹان لہجے نے ہی اسے پاش، پاش کر دیا تھا۔

☆☆☆

پھر اکثر وہ خواب میں بچہ دیکھنے لگی تھی اور جب، جب وہ خواب میں بچہ دیکھتی اس کے خاندان میں کوئی نہ کوئی عورت امید سے ہوتی...... کبھی بہنوں کے ہاں سے خبر ملتی تو کبھی نندوں کے ہاں سے، کبھی کسی کزن کے ہاں سے فون آجاتا...... چار سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور اس کی شادی کا دسواں سال شروع ہو گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ حسد نہیں کرتی تھی، بس دعا کرتی تھی۔ جو کرنے کا اسے کہا گیا تھا۔ وہ حاسد نہیں بنی تھی، صابر بن گئی تھی۔ جب آپ کسی کو ملنے والی نعمت پر حسد کرنے کے بجائے اسے اللہ کا انعام سمجھتے ہیں تو آپ نعمتِ خداوندی کا اقرار کرتے ہیں اور یہیں سے حسد کی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔

جب عامر کے ہاں تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو اس نے اپنی من چاہی بھابی کی گود میں لا بٹھایا...... وہ اسے مبارک باد دینے خاص طور پر گجرات سے آئی تھی۔

''یہ آج سے آپ کا ہوا بھابی۔'' وہ گنگ سی دیور کو تکتی ہی رہ گئی...... آنکھوں میں کچھ چبھ سا گیا تھا۔ اس نے بچے کے گال چومے، مٹھی میں دبے ہزار کے چند نوٹ اس کے سرہانے رکھے اور اس کی ماں کی گود میں لٹا دیا۔

''اللہ جس کو نعمت سے نوازتا ہے اسے ہی صاحبِ نعمت کہلوانے کا حق ہوتا ہے...... میں غاصب نہیں ہوں۔ ہمارا جب وقت آئے گا تب ہم بھی نوازے جائیں گے۔''

امی اب بہو کی خالی گود دیکھ کر آہیں بھرتی تھیں...... طعنے تشنے دینا کب کا ترک کر دیا تھا...... بیٹے کی کنپٹی پر ابھرتے سفید بالوں کو دیکھ کر دل ڈوبنے لگتا۔ پھر وہ دل ہی دل میں دعائیں دیے چلی جاتیں۔ سب اولادوں کی اولادیں دیکھنا نصیب ہو گئیں سوائے بڑے لاڈلے کے...... بڑی بہو کی صابر طبیعت نے دل موم کر دیا تھا اور کہیں نہ کہیں آبا و اجداد کی اس روایت کا بھی دم گھٹنے لگا تھا جنہیں پہلے دن سے وہ سینے سے لگائے بیٹھی تھیں۔

ملتان سے واپسی پر وہ سارا رستہ خاموش رہا تھا...... خاموش تو وہ بھی تھی مگر آسودہ تھی اور ذوالقرنین مضطرب......

''کس قسم کی عورت ہو تم خزینہ...... کیا ہو جائے گا جو ہم عامر کا بیٹا گود لے لیں گے...... اس نے خود سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے، ہم نے تو نہیں کہا

بھول

اداس شاموں میں لوٹ کر وہ آنا بھول جاتا ہے
کر کے خفا مجھ کو وہ منانا بھول جاتا ہے

ان ہی عادتوں نے اس کی مجھے بدنام کر دیا
وہ لکھ کے نام دیواروں پر مٹانا بھول جاتا ہے

مت پوچھو محبت میں بے پروائی اس کی
دے کے زخم وہ مرہم لگانا بھول جاتا ہے

کتنا دل نشیں ہوتا ہے اس کی یاد کا منظر
وہ جب بھی یاد آتا ہے زمانہ بھول جاتا ہے

مرسلہ: نگینہ ضیا بخش، کراچی

اسے...... ہمارے ہاں کتنے بچے تایا، چچا، ماموں کے ہاں پرورش پاتے ہیں، آخر حرج ہی کیا ہے اس میں...... تم خواہ مخواہ ضد پر اڑی ہوئی ہو۔''

''میں ضد نہیں کر رہی ہوں۔''

''ضد نہیں تو اور کیا ہے؟'' وہ بے حد بگڑا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کبھی وہ یوں اس پر چلّایا نہیں تھا، یہ پہلی مرتبہ تھا۔

''مجھے اللہ پر یقین ہے۔'' وہ بہت دیر بعد بے حد آہستگی سے بولی۔

''بس کرو خزینہ...... میں تھک گیا ہوں تمہارے یقین سے۔ ہمیں اولاد نہیں ہوگی...... بہت رب کی بات کرتی ہو ناں تم تو اسی رب نے کہا ہے کہ وہ کسی کو بیٹا دیتا ہے اور کسی کو بیٹی اور کسی کو دونوں...... اور کسی کو بے اولاد رکھتا ہے۔ مان لو خزینہ کہ ہم دونوں آخری قسم سے ہیں۔''

وہ اب مزید مضبوطی نہیں دکھا سکتا تھا۔ انسان تھا، چٹان نہیں تھا۔ تھک گیا تھا، ٹوٹ گیا تھا، اتنا پہاڑ سا یقین کہاں سے لاتا کہ جس کے بل بوتے پر اگلے بارہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سال انتظار کرتا رہتا۔ دس سال ہی انتظار کر سکتا تھا جو کر لیا تھا...... مزید دس کا یارا نہیں تھا۔

''میں نہیں مانتی ہوں...... وہ جناب زکریاؑ کا رب ہے۔ جو اُن کی بانجھ بیوی سے اولاد دیتا ہے اور تب زکریاؑ کیا فرماتے ہیں کہ اے رب میں تجھے پکار کر کبھی مایوس نہیں ہوا۔ وہ ایک سو بارہ سالوں میں مایوس نہیں ہوئے اور میں دس سالوں میں مایوس ہو جاؤں؟''

''خدا کا واسطہ ہے خزینہ، وہ پیغمبر تھے...... برگزیدہ بندے تھے اللہ کے...... نہ ہم پیغمبر ہیں اور نہ ہی برگزیدہ...... خود کو ان سے کمپیئر مت کرو......'' وہ قریباً چلا اٹھا تھا۔

''ہاں ہم پیغمبر نہیں ہیں...... ہاں ہم برگزیدہ بھی نہیں۔ مگر ہم عبداللہ تو ہیں ناں...... وہ رب ہمارا بھی ہے جو اُن پاک ہستیوں کا رب ہے۔ نعوذ باللہ میں خود کو کبھی کسی پیغمبر سے کمپیئر کرنے کی غلطی نہیں کر سکتی نین مگر میں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش نہیں چھوڑ سکتی...... پیغمبر معلم ہوتا ہے، ابراہیمؑ پیغمبر بنائے گئے امام بنائے گئے تھے اور ہمیں ان کے پیروکار کے طور پر ان کے سکھائے طریقے پر چلنا ہے...... پیغمبر پر ایمان میں ان کی تعلیمات پر عمل بھی شامل ہوتا ہے، ایمان اندر کی کیفیت کا نام ہوتا ہے، خالی زبانی دعویٰ نہیں ہوتے۔ وہ آزمائے گئے اور بدلے میں انہیں امامت عطا کی گئی...... مگر انہوں نے دعا کرنی نہیں چھوڑی۔ ہمیں بھی یہی کرنا چاہیے۔ آزمائش ہمیں ستانے کے لیے نہیں آتی ہے بلکہ ہمیں کام کا بنانے کے لیے آتی ہے...... گنا بیلنے میں ڈلے بغیر رس نہیں بنتا تو انسان آزمائے بغیر کیسے مفید بن سکتا ہے...... اور بندے بھلے بدل گئے زمانہ بھی گزر گیا مگر رب آج بھی وہی ہے۔''

اور وہ ایک بار پھر اس کی دلیلوں کے آگے ہار گیا تھا۔

☆☆☆

وہ جب، جب خاندان کی کسی تقریب میں مدعو ہوتی، ذوالقرنین اسے لے جانے سے انکار کر دیتا۔

''تم جاؤ گی تو لوگ ملیں گے، ملیں گے تو سو، سو سوال کریں گے۔ میں خواہ مخواہ تمہیں تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔'' وہ اس کے پوچھنے پر صاف کہہ دیتا۔

''میں تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتی، میں نے قدرت کے فیصلے کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔'' وہ خائف نظروں سے اسے دیکھتا۔

''نین یوں لوگوں سے کٹ کر چھپ کر زندگی نہیں گزرتی، مشکلات کا مقابلہ کیا جاتا ہے، ان سے بھاگا نہیں جاتا۔'' اور وہ خود بھی جانتی تھی کہ وہ کسی بھی تقریب میں شرکت کرے گی تو سو سوال تو اٹھیں گے ہی......

''کسی اچھے ڈاکٹر سے علاج کروا کر دیکھو۔''

''علاج تو بیمار کا ہوتا ہے، الحمدللہ ہم صحت مند ہیں۔'' وہ بھی بڑی رسانیت سے جواب دے ڈالتی۔

''پھر بھی...... علاج سے بڑا فرق پڑتا ہے، کیا پتا علاج سے ہو جائے۔'' اگلی کہاں اس کی سننے والی ہوتی...... ہمارے معاشرے کی بڑی بوڑھیاں اپنی سناتی زیادہ ہیں اور اگلے کی سنتی ہی نہیں ہیں۔

''اولاد تو اللہ کے اذن سے ہوتی ہے۔''

''وہ تو ہے مگر اسباب بھی کوئی شے ہیں...... علاج تو سنت ہے۔''

''بجا فرمایا...... اسباب تو سبھی اختیار کر لیے مگر اذنِ الٰہی نہ ہو تو اسباب بیکار ہیں۔'' وہ تو بہت ہی آرام سے کہتی مگر اگلی کو نہ جانے کیوں برا لگتا۔

یہ اور اس طرح کی جانے کتنی باتیں...... نصیحتیں......

انہی دنوں ذوالقرنین کی مری کے لیے پوسٹنگ آ گئی اور وہ مری شفٹ ہو گئے...... اس نے خود کو مصروف رکھنے کے لیے تواحی علاقے کی ایک چھوٹی سی این جی او جوائن کر لی جو لاوارث بچوں کی فلاح کے لیے سرگرم عمل تھی۔ آنے جانے کا بھی مسئلہ نہیں تھا، وہ پیدل ہی بیس منٹ کا فاصلہ طے کر لیتی۔ ہر ماہ وہ ایک خطیر رقم بھی اس ادارے کو دیتی تھی۔ ذوالقرنین

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے اسے کبھی منع نہیں کیا تھا۔ اگر وہ اس سب سے خوش تھی تو وہ بھی اسی میں مطمئن تھا کہ وہ خوش رہتی ہے۔

پھر اس نے علاقے کی بلیوں کے لیے اپنے کاٹیج کے باہر ایک جگہ مخصوص کر کے روزانہ وہاں دودھ اور گوشت رکھنا شروع کر دیا...... وہ ہر سوئی ہوئی بلی کو اٹھا کر گھر لے آتی اور اس کی بڑی دیکھ بھال کرتی۔

''یہ جو تم نے دودھ، گوشت ڈالنا شروع کیا ہے ناں...... یہ پھر ادھر رہ جائیں گی اور یہاں سے جائیں گی نہیں۔'' ذوالقرنین اسے اکثر چھیڑتا رہتا۔

''ہاں تو مت جائیں۔'' وہ مٹی کے پیالے دودھ سے بھر بھر کر رکھتی رہتی۔

''گھر گندا کریں گی...... بچے دیتی رہیں گی یہیں۔''

''تو میں کیوں ہوں بھلا...... میں صفائی کروں گی ناں...... ان کے بچوں کو پالوں گی بھی۔''

''یہ تم نے مصروفیت کے اچھے بہانے ڈھونڈے ہیں...... بلیوں کی دیکھ بھال، بچوں کے ساتھ وقت گزارنا...... اگر خود کو بزی رکھنا چاہتی ہو تو جاب کرلو...... سلائی، کڑھائی کا مرکز کھول لو...... بہت اچھا چلے گا...... یہاں ہنر کی بڑی قدر ہے، لوگ سیکھتے بھی ہیں۔''

وہ ہنس دی۔

''میں خود کو مصروف نہیں رکھنا چاہتی...... آپ نے غلط اندازہ لگایا۔''

''اچھا تو یہ کیا تمہاری ہابی ہے۔''

''یہ خدمت ہے...... اللہ کی محبت مخلوق کی محبت سے ہو کر جاتی ہے۔''

''تو یہ رشوت ہے؟'' وہ پھیکا سا مسکرایا۔

''یہی سمجھ لیں اگر آپ اسے یہی سمجھنا چاہتے ہیں تو...'' پھر اس روز کے بعد سے اس نے بھی اس کی کسی قسم کی مصروفیت پر کچھ نہیں کہا تھا۔

اس کی مری میں پوسٹنگ کے دوران ہی... ذوالقرنین کے تایازاد کزن حسن کی بھی وہیں تعیناتی ہوئی تھی...... اس کی حال ہی میں شادی ہوئی تھی اور اس کے ہاں اب ننھے مہمان کی آمد متوقع تھی...... وہ دونوں ہر دوسرے ویک اینڈ پر ان سے ملنے چلے جاتے...... پھر جب دونوں کے ہاں جڑواں بچے ہوئے تب سے آنا جانا اور بھی زیادہ ہو گیا۔ کبھی کبھی تو وہ صبح آ کر رات گئے ہی اپنے گھر کا رخ کرتے۔

''ہمارا گھر بڑا بے رونق ہے یار...... وہاں کی خاموشی کاٹتی ہے۔'' ذوالقرنین کو کبھی کبھی احساس ہوتا کہ وہ ضرورت سے زیادہ ان کے ہاں آتے جاتے ہیں تو کھسیا کر خود ہی توجیح پیش کرنے لگتا۔

''میں نے کبھی شکوہ کیا ہے آپ سے تین بھائی جو آپ یوں صفائیاں دے رہے ہیں۔'' حسن خائف سا اسے گھورتا۔

''پھر بھی یار...... تہمینہ تو محسوس کرتی ہو گی ناں۔''

''مخلص لوگوں سے کوئی نہیں اکتاتا بھائی...... تہمینہ بھی اکیلی ہوتی ہے، بھابی کے آجانے سے اسے بڑا حوصلہ ملتا ہے۔''

وہ دونوں ان کے بچوں میں مگن ہو جاتے اور حسن، تہمینہ ان کے دکھ میں۔

''ایک بات پوچھوں بھابی...... مائنڈ تو نہیں کریں گی؟'' اس روز وہ اور تہمینہ باہر ٹیرس پر بیٹھی چائے پی رہی تھیں۔ وہاں سے فرنچ ونڈوز کے سبب اندر کا منظر صاف دکھ رہا تھا۔ ذوالقرنین کارپٹ پر لیٹا دونوں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا۔

اس نے اپنی مسکراتی نظریں ذوالقرنین سے ہٹا کر تہمینہ پر لگا دیں۔

''تہمینہ اگر میں مائنڈ کرتی رہتی ناں تو زندگی یہاں تک نہ پہنچ سکتی۔ اتنے سالوں میں کس، کس نے کیا، کیا نہیں کہا مجھے...... اب ایسی باتوں پر کڑھنا تو کیا، سوچنا بھی میں نے چھوڑ دیا ہے۔ تم کہو جو بھی کہنا ہے۔''

''آپ کسی بے بی کو اڈاپٹ کیوں نہیں کر لیتے؟'' وہ ہنوز اس کی طرف دیکھ کر مسکراتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پیارا گھر

ہوم سوئٹ ہوم گھر کیسے پیارا نہیں ہوتا، سارا دن باہر رہنے کے بعد شام کو جب گھر آتے ہیں تو پیارا گھر کسی ماں کی گود کی طرح ہمیں اپنی بانہوں میں سمیٹ لیتا ہے۔ کہیں بھی چلے جائیں جو سکون اپنے گھر میں ملتا ہے وہ کہیں بھی نہیں۔ ویسے تو گھر کا ہر فرد ہی گھر کو سجانے اور سنوارنے کا شوق اور خواہش رکھتا ہے لیکن یہ ذمے داری سب سے زیادہ خاتون کی ہوتی ہے کہ وہ گھر کو سجائے، سنوارے، ہر کسی کی خواہش ضرورتوں کا خیال رکھے۔ گھر چھوٹا ہو یا بڑا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بس آرام دہ اور خوب صورت ہو صاف ستھرا ہو، کچن سمٹا ہوا ہو، ہر چیز اپنی جگہ پر ہو، بچوں کو شروع سے عادت ڈالیں کہ اسکول سے آکر اپنے بیگ، شوز وغیرہ اپنی جگہ پر رکھیں کھیلنے کے بعد کھلونے اور اپنے کپڑے سب الماری میں رکھیں۔ کوشش کریں کہ فرنیچر کی بھرمار نہ ہو زیادہ فرنیچر سے گھر چھوٹا اور گھٹا گھٹا لگتا ہے۔ کارپٹ سے بھی گرمی کا احساس ہوتا ہے ڈرائنگ روم میں اگر کارپٹ ہے تو لاؤنج میں سینٹر رگ ڈال دیں سائڈ میں کشن رکھیں اگر لاؤنج چھوٹا ہے تو کسی بھی وال پر ایک درمیانہ مرر لگا دیں اس کے نیچے ہینگ ہونے والا ریک بچے گا آپ کی زبردست ڈریسنگ ٹیبل بن گئی اس سے کمرا بڑا بھی لگے گا اور خوب صورت بھی...... ایسی چیزیں یا شوپیس کا انتخاب کریں جس میں چھوٹے، چھوٹے شیشے لگے ہوں اور چاہیں تو خود ہی گھر میں تیار کریں اکثر گھر میں جگ گلاس...وغیرہ چٹخ جاتے ہیں اور استعمال کے قابل نہیں رہتے۔ آج کل اسپرے کلر ملتے ہیں بڑے چھوٹے ہر طرح کے اپنے پسندیدہ کلر کا اسپرے لیں جو بھی جگ یا گلاس چٹخ گیا ہے اس پر اسپرے کریں خشک ہو جائے تو چھوٹے، چھوٹے شیشے جو بآسانی بازار سے مل جاتے ہیں چپکا دیں یا اکثر بچوں کے ہیئر کلپس یا اور کوئی جیولری پرانی یا بیکار ہو جاتی ہے اس میں لگے ہوئے فلاور وغیرہ الگ کر کے اسپرے کیے ہوئے گلاس پر لگا دیں کولڈ ڈرنک تو ہر گھر میں آتی ہے اس کی خالی بوتلوں کو پھینکیں نہیں بلکہ اس پر کوئی بھی گفٹ پیپر چڑھا لیں یا کسی خوب صورت کپڑے کا کور بنا لیں اس کے منہ پر اچھی مضبوط ڈوری باندھ لیں پانی ڈالیں اور منی پلانٹ لگا دیں ایک بار لگا کر آپ کو اتنا اچھا لگے گا کہ آپ خود سے مختلف انداز سے سجائیں گے۔ اب میں آپ کو ایک فلاور ارینجمنٹ بتاتی ہوں۔ پیپل کے پتے لے لیں ان کو کم از کم پانچ دن تک پانی میں بھگو دیں اب ان پتوں کو پانی سے نکال لیں ٹوتھ برش سے ہلکے ہلکے رگڑیں ہر پتا الگ، الگ صاف کریں اس کے اوپر سے اسکن صاف

رہی تھی۔

”میں ابھی مایوس نہیں ہوئی تہمینہ...... کبھی ہو گئی تو اس بارے میں ضرور سوچوں گی۔“

”نین بھائی اس کمی کو بہت محسوس کرتے ہیں بھابی......“ اس نے کچھ، کچھ جتایا۔

اس نے واپس نظریں ذوالقرنین پر مرکوز کر لیں۔

”میں اس سے زیادہ محسوس کرتی ہوں تہمینہ...... اولاد تو عورت کے وجود میں پھوٹتی ہے کسی کونپل کی طرح اور اسے مکمل کر دیتی ہے، مرد تو اسے نو ماہ محسوس بھی نہیں کرتا۔“

تہمینہ بغور اسے دیکھ رہی تھی اور وہ ذوالقرنین کو......

”میں ذوالقرنین کو کب سے دوسری شادی کی اجازت دیے بیٹھی ہوں مگر وہ اس پر بھی تیار نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اولاد اگر نصیب میں ہوئی تو تم سے ہی ملے گی...... مجھے اعتراض اس بات پر ہے کہ اگر اتنا یقین ہے تو اللہ کی رحمت سے پھر نا امید کیوں ہونے

لگتے ہیں...... یقین کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ کسی قسم کے شک کی گنجائش باقی نہیں رہے۔“

”آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں بھابی مگر نین بھائی کی پوزیشن سمجھنے کی کوشش کریں...... وہ مرد ہیں بھابی...... اولاد کے معاملے میں مرد کے جذبات عورت سے مختلف ہوتے ہیں...... وقت کے ساتھ، ساتھ وہ خوفزدہ ہوتے جا رہے ہیں کہ شاید آپ لوگوں کو کبھی اولاد نہیں ہو گی۔“

خزینہ اٹھ کر ریلنگ تک آگئی۔ مری کی پہاڑیوں پر اترتی دھوپ کو دیکھا اور اپنے اندر جیسے اس علاقے کی ساری ٹھنڈ سمو لی۔

”ایمان تو ہوتا ہی خوف اور امید کے درمیان ہے...... نین کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ محض خوف ہی کھاتا رہتا ہے، امید نہیں رکھتا۔ اور میں ان دونوں کے مابین ڈولتی رہتی ہوں۔“

تہمینہ نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا...... وہ اس مضبوط قوتِ ارادی کی حامل خاتون سے شروع دن

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہو جائے گی اور جال رہ جائے گا۔ ان کو خشک کریں کوئی بھی کلر لے لیں کپڑے رنگنے والا بھی چل جائے گا۔ کلر کو پانی میں حل کر کے یہ پتے اس میں ڈبو دیں کچھ دیر بعد نکال کر خشک کر لیں بہت خوب صورت پیپل کے پتے ہوں گے اب آپ جیسے چاہیں ارینجمنٹ کریں۔ پاپ کارن بچے کتنے شوق سے کھاتے ہیں۔ یلو، ریڈ، پرپل، پنک کلر میں پوسٹر کلر سے رنگ لیں یہ کارن اب کانٹوں پر لگائیں، اب دیکھیے آپ کا کتنا زبردست بوکے تیار ہے کسی بھی خوب صورت سے گلدان میں سجائیں اور تعریفیں وصول کریں۔ بھٹے کے چھلکے لے کر کسی بھی بیڈ کے یا بستر کے نیچے دبا دیں ایک ہفتہ بعد ان کو نکال لیں ان کو گہرے زرد کلر کر دیں، اب ایک گتے پر مختلف سائز کی پتیاں کاٹ لیں اب ان گتوں کی مدد سے بھٹوں کے چھلکوں کی پتیاں کاٹیں بلکہ کپڑا لے کر چھوٹی، چھوٹی گول، گول بسکٹ کی طرح کاٹ لیں ان گول کترنوں میں روئی ڈال کر بول بنا لیں اور کسی بھی تار یا دھاگے سے باندھ دیں۔ اب دھاگا جہاں باندھا ہے وہ سرا نیچے کی جانب رکھیں اور اس کے سائڈوں میں بھٹے کی پتیاں لگاتی جائیں مختلف سائز میں لگا دیں اور ان کو باریک تار سے باندھتے رہیں یہ سن فلاور تیار ہیں۔ بلیک کپڑے کے اور خشخاش کو پیلا کلر کر کے گم کی مدد سے چپکا دیں آپ کے سورج مکھی سن فلاور تیار ہیں۔ لال ثابت گول مرچ کھانے میں اور بگھار میں کتنی اچھی لگتی ہیں اب سنیں لال مرچ کا منفرد استعمال، کانٹے والی جھاڑی کی ضرورت پڑے گی۔ لال مرچ پر الگ، الگ کلر کریں۔ پوسٹر کلر سے یہ مرچیں کانٹوں پر لگا دیں کون کہے گا یہ ارینجمنٹ لال مرچ سے بنی ہے۔ پھول جھاڑو لے لیں جھاڑو نئی ہونی چاہیے اب اس کی ٹہنیاں الگ، الگ کر لیں، ٹہنیوں کو پانچ حصے میں تقسیم کریں اور مختلف کلر میں رنگنا ہے۔ رنگنے والے کلر کو کسی بھی برتن میں پانی میں ملا کر ان ٹہنیوں کو بھگو دیں رات بھر بھیگنے دیں پھر نکال کر خشک کریں مٹی کے بڑے گلدان یا کسی چھوٹی مٹکی میں لگا دیں اس کو ڈریسنگ روم کے دروازے کے پاس رکھیں یا لاؤنج میں بچوں کے کھلونے جیسے گھوڑا، ہاتھی بڑے سائز میں لے آئیں پرفر جو ہم کپڑوں پر لگاتے ہیں وہ بھی لے لیں اب ان پر فر کو گم اسٹک کی مدد سے ان ٹوائز پر بہت نفاست سے چپکا دیں اور خشک ہونے دیں اور اب اپنا ہنر دیکھ کر آپ خود ہی دنگ رہ جائیں گی اب آپ پر برسیں گے تعریف کے پھولوں کے ڈوکرے تو آپ یہ پھول سمیٹیں ہم چلے اپنے ہوم سوئٹ ہوم......

مرسلہ:.. فہمیدہ غوری کراچی

سے متاثر تھی۔

''عورت تو بڑی کمزور ہوتی ہے، آپ اتنی مضبوط کیسے ہو گئیں۔''

''اولاد کے معاملے میں عورت خود بخود مضبوط ہو جاتی ہے اور یہاں بھی اولاد کا ہی معاملہ ہے۔'' وہ زخم خوردہ سی مسکرا دی۔

''اتنے سالوں تک تو انسان ناامید ہو ہی جاتا ہے بھابی...... آپ نے اتنی زبردست قوت کہاں سے حاصل کر لی؟''

''میرے پاس پُر امید رہنے کے علاوہ کوئی دوسرا رستہ نہیں ہے۔'' وہ واپس اندر کی جانب پلٹ گئی جہاں اس کا شوہر بچوں کو سینے پر بٹھائے ان سے کھیل رہا تھا۔

☆☆☆

''ہم کل کمپلیٹ چیک اپ کے لیے چل رہے ہیں...... تیار رہنا، میں گاڑی بھجوا دوں گا۔'' اس روز وہ آفس جانے سے قبل اسے ہدایت کر رہا تھا۔

''چیک اپ......؟'' وہ حیرت سے اس کی ٹائی کی ناٹ باندھتے ہوئے بولی۔

''میں پھر سے ٹریٹمنٹ شروع کروانا چاہتا ہوں۔'' وہ خاموشی سے اسے تکنے لگی۔

''نین ہم علاج دوبار کروا چکے ہیں ناں......'' اس نے بے بسی سے لب کچلے۔

''جب تم دعائیں مانگتی ہو پورا، پورا دن میں نے کبھی روکا......؟ تم تہجد کے لیے رات گئے جاگتی ہو میں نے کبھی منع کیا؟ تم پورا دن بلیوں کے ساتھ لگی رہتی ہو میں نے کبھی کچھ کہا؟ لاوارث بچوں کے ساتھ دن رات گزارتی ہو کبھی میں نے اعتراض کیا...... جب میں نے کبھی تمہیں کسی بات سے منع نہیں کیا تو تم بھی مجھے مت روکو...... جب میں تمہاری ہر خوشی کا خیال رکھتا ہوں تو تم بھی میری خواہش کا احترام کرو۔''

خزینہ پھر کچھ بول نہیں پائی...... وہ اپنے شوہر سے محبت کرتی تھی اور اس کی فرمانبردار بیوی تھی سو اس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

کی اتنی سی خوشی کا احترام تو کر سکتی تھی۔

اگلے روز وہ دونوں مری سی ایم ایچ سے تفصیلی معائنہ کروا آئے تھے...... رپورٹس ایک ہفتے کے بعد ملنا تھیں...... وہ جانتی تھی کہ رپورٹس کا حسب معمول وہیں نتیجہ آنا تھا...... سب ٹھیک ایوری تھنگ از او کے...... اور پھر ہفتے بھر اس کے شوہر نے... چڑچڑے پن کا شکار رہنا تھا...... اور ذوالقرنین کو اس اذیت سے بچانے کے لیے ہی وہ اس چیک اپ سے اعراض برتنا چاہ رہی تھی۔

''ڈرائیور رپورٹس لے آئے گا کل...... اس سے ریسیو کر لینا......'' اس روز آفس جانے سے قبل وہ اس کے سر کو تھپکتے ہوئے بولا...... اس کی آنکھیں بھر آئیں مگر وہ خود کو نارمل رکھے ہوئے تھی۔ وہ اس شخص کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی اور اسے اس شخص کا خیال رہ رہ کر ستا رہا تھا جس نے پھر اگلے پورا ہفتہ کوفت کا شکار رہنا تھا۔

سہ پہر جب وہ این جی او سے لوٹی تھی تو چوکیدار نے اسے کچھ کاغذات تھمائے جو کچھ دیر قبل ڈرائیور اسے دے کر گیا تھا اس نے بڑی بیزاری سے وہ لا کر ڈائننگ ٹیبل پر پھینکنے کے انداز میں رکھے تھے اور گھر کے کاموں میں جت گئی...... شام سے قبل ہی ذوالقرنین کا فون آ گیا تھا۔

''تم نے رپورٹس چیک کیں؟''

''اوہ!'' کھسیا کر رہ گئی...... ''مجھے یاد نہیں رہا۔''

''حد ہے بے پروائی کی زینہ......'' اسے غصہ آ گیا تھا۔

''میں دیکھتی ہوں نین...... آئی ایم سوری...... بس کاموں میں لگ کر یاد نہیں رہا......''

اس نے سب کام ایک طرف رکھے بے دلی سے لفافے سے رپورٹس نکال کر دیکھیں اور پھر وہ ہل بھی نہ سکی...... رپورٹ پازیٹو آئی تھیں...... سولہ سال بعد سولھویں بار کرائے جانے والے ٹیسٹ کی پہلی رپورٹ جو پازیٹو آئی تھی۔

اللہ نے اس کی نہ صرف سن لی تھی بلکہ اسے نواز بھی دیا تھا۔

☆☆☆

ذوالقرنین نے اس کو خاص طور سے تاکید کی تھی کہ ابھی اس بات کا ہرگز چرچا نہ کیا جائے، وہ خوشی سے زیادہ اضطراب کا شکار تھا۔

''لوگوں کی نظریں کھا جاتی ہیں زینہ...... ہر صاحب نعمت کا کوئی نہ کوئی حاسد ضرور ہوتا ہے اور حاسدین کے شر سے پناہ مانگنی چاہیے...... ابھی کسی پر ظاہر نہیں کرنا جب تک خود ظاہر نہ ہونے لگ جائے۔''

اور وہ پہلے سے کہیں زیادہ عبادت گزار بن گئی تھی...... گھنٹوں قرآن کی تلاوت کرتی رہتی، حرف حرف سے بندھ جاتی...... شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگ جاتی...... روزانہ صدقہ کرتی، نعمت ملنے پر ذکر اور شکر کرنا ہوتا ہے اسی لیے وہ ذاکر اور شاکر بن گئی تھی۔

ذوالقرنین پہلے سے کہیں زیادہ اس کا خیال رکھنے لگا تھا۔ گھر کے کام کاج کے لیے کل وقتی ملازمہ رکھ لی...... آفس سے وقتاً فوقتاً اسے فون کر کے تاکید کرتا رہتا...... یہ کھاؤ، وہ کھاؤ وہ بھی خاموشی سے اس کی ہر بات مانتی چلی جاتی۔

اگلے چار ماہ وہ ملتان نہیں گئے تھے...... گھر سے فون آتا تو وہ مصروفیت کا بہانہ کر دیتا...... حسن، تہمینہ کی طرف جانا بھی کم کر دیا تھا...... بالآخر پانچویں ماہ اماں خود ہی پہنچ گئی تھیں اور ان کی زیرک نگاہوں سے خزینہ کی حالت چھپی نہ رہ سکی...... روتے روتے انہوں نے بہو کو گلے لگا لیا، بیٹے سے شاکی تھیں کہ انہیں کیوں...... بے خبر رکھا۔ وہ اب کیا بتاتا بھلا...... جو خدشے بیوی کے سامنے ظاہر کرتا تھا، وہ ماں کے سامنے نہیں کر سکتا تھا۔

اماں اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھیں مگر نہ تو خزینہ آمادہ تھی...جانے کے لیے اور نہ ہی ذوالقرنین رضامند تھا اسے بھیجنے پر۔

''اماں وہ اتنا طویل سفر نہیں کر سکتی...... ڈاکٹر نے منع کیا ہے اور پھر یہاں میں اس کا ہر طرح سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

خیال رکھ سکتا ہوں اور رکھ رہا ہوں۔''

''ایسی حالت میں بڑی بوڑھیوں کی ضرورت ہوتی ہے بیٹا۔ تم بھلا کیا جانو۔'' مگر وہ کسی طور آمادہ نہ ہوا۔

اماں مہینہ اس کے پاس ٹھہر کر لوٹ گئیں مگر اس مہینے بھر میں انہوں نے ذوالقرنین کے منع کرنے کے باوجود آدھے خاندان کو مطلع کر دیا تھا اور اس آدھے خاندان سے باقی ماندہ خاندان کو بھی خبر ہو گئی تھی......ڈھیروں مبارک باد کے فون آنے لگے......وہ سنتا اور کبھی خوفزدہ ہوتا تو کبھی چھپ چھپ کر روتا ......خزینہ اس سب سے بے خبر اپنی ذات میں ہی گم تھی۔

حسن اور تہمینہ مبارک باد دینے آئے تھے۔ دونوں ہی سخت نالاں تھے۔

''میں کبھی اس غلطی کے لیے معاف نہیں کروں گی آپ دونوں کو......اتنا پرایا کر دیا آپ نے ہمیں کہ بتانا ہی ضروری نہیں سمجھا۔'' ذوالقرنین سر جھکائے ساری لعنت ملامت سنتا رہا مگر خاموش رہا۔

وہ خاصا شرمندہ تھا۔

''آپ کو کیا لگا تھا بھائی کہ ہم نظر لگا دیں گے...... دعا دینے والے کبھی نظر نہیں لگایا کرتے۔''

''کم از کم خاندان کی ان چہ مگوئیوں نے تو دم توڑا کہ صوفی منش کی بددعا سے کبھی آپ باہر نہیں نکلیں گے۔'' ذوالقرنین نے حسن کی جانب دیکھا۔

''ہم کبھی کسی بددعا کے حصار میں تھے ہی نہیں یار......اور مجھے خوشی تب ہو گی جب ہمارا خاندان ان جھوٹی روایات وعقائد سے باہر نکلے گا۔''

''آپ تبدیلی کا آغاز تھے......یہ تبدیلی اور پھیلے گی اب۔'' حسن مسکرا دیا۔ پھر سات ماہ تو پلک جھپکتے گزر گئے اور جب آٹھواں ماہ چڑھا تو یک دم رات کے آخری پہر خزینہ کی حالت بگڑ گئی۔

وہ گاڑی بھگا کر اسے اسپتال لے گیا تھا، بلند فشارِ خون کے سبب اس کی حالت بگڑ گئی تھی۔ جب ڈاکٹرز نے اسے یہ بتایا تو اسے یقین نہیں آیا۔ وہ جتنا پُرسکون رہتی تھی، وہ مان ہی نہیں سکتا تھا کہ اس نے کسی بات کی پریشانی لی ہو یا کوئی بھی بات اس کے حواسوں پر سوار رہی ہو۔

''بی پی کنٹرول نہ ہوا تو آپریٹ کرنا ہو گا...... شاید دونوں میں سے ایک جان بچائی جا سکے گی۔''

کتنی دیر تو وہ بول ہی نہیں سکا تھا۔

''میری بیوی کو ہر حال میں بچالیں ڈاکٹر۔'' ساری ہمت مجتمع کر کے اس نے کہہ ڈالا۔

''سولہ سال......سولہ سال بعد جب امید ختم ہو گئی تو، تو نے پروردگار امید پیدا کر دی......... میں بےیقین تھا مگر وہ کیسی مجسمۂ یقین بنی رہی...... میں خائف رہتا تو وہ کیسی بے خوف ہو گئی تھی......وہ کہتی تھی کہ اس کا گمان مثبت ہے اور اللہ مومن کے گمان کے مطابق ہوتا ہے......میرا گمان تو منفی رہا ہے تو، مجھے معاف کر دے اور تو اس کے گمان کے مطابق ہو جا......'' وہ ہاتھ اٹھائے رب کی بارگاہ میں گڑگڑا رہا تھا۔

پورا دن اور رات وہ وہیں بھوکا پیاسا رہا تھا......اس نے کسی کو مطلع نہیں کیا تھا۔ وہ اکیلا یہ تکلیف جھیلتا رہا تھا......اکیلا روتا رہا تھا۔ اکیلا ہی ہر پل مرتا رہا تھا۔ ڈاکٹر بی پی کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے رہے تھے مگر پھر انہیں آپریٹ کرنا پڑا۔

چھتیس گھنٹے کے بعد ڈاکٹر نے باہر آ کر اس کے شانے تھپکے تھے۔

''مبارک ہو سر......آپ کی بیٹی اور بیوی دونوں محفوظ ہیں۔''

وہ نرس کے ہاتھوں میں تھامے اس زندہ وجود کو بےیقینی سے سینے سے لگائے رو رہا تھا۔ وہ جو چالیس سال کا مرد تھا، وہ چالیس منٹ کی اس بچی سے بھی اونچا چیخ رہا تھا......رو رہا تھا۔

اور اسے یقین آ گیا کہ زکریاؑ کا رب آج بھی وہی ہے اور صرف وہی ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY